موت کی چھلانگ

PDFBOOKSFREE.PK

ایم اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

117

یہاں ناول وغیرہ کرایہ پر حاصل کریں
حنا لائبریری
اینڈ بک سٹال
بھوانہ بیوال ڈینگہ

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلاص

موت کی چھلانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کے واپسی کے سفر کی قسط نمبر ۱۱۷ حاضر ہے۔ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ مجھے آپ کے پیارے پیارے خلوص بھرے خط پڑھ کر کس قدر خوشی ہوتی ہے اور جب میں یہ پڑھتا ہوں کہ آپ کو میری کتابیں پسند بھی آ رہی ہیں تو میرا دل آپ دوستوں کے پیار سے لبریز ہو جاتا ہے اور میں پہلے سے بھی زیادہ محنت اور لگن سے کام کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ اس بار بھی آپ عنبر ناگ ماریا کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے سنسنی خیز حالات سے دوچار ہوں گے اور تفریح کے ساتھ ساتھ آپ کی معلومات میں اضافہ ہو گا۔ اور آپ انشاء اللہ اچھی اچھی باتیں بھی سیکھیں گے۔

آپ کا انکل

اے حمید

۸ — ۴۵۴ راہ چمن۔ سمن آباد ——— لاہور

قیمت [illegible] روپے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تعارف

جادوگر جاسوس

موت کی چھلانگ

ناگ پانڈی میں

مار یا کی بیٹا

غیبی آواز

جادوگر جاسوس

تھیوسانگ کے پاس کشتی نہیں تھی۔

اس نے ساہی کے ساتھ مل کر ایک درخت کو کاٹا اور اس کا تنا کھوکھلا کر کے اسے کشتی میں تبدیل کیا اور ساہی کے ماں باپ کے جزیرے کی طرف روانہ ہوگیا۔ سمندر پُرسکون تھا۔ اس نے رات کے وقت اپنی کشتی سمندر میں ڈالی تھی۔ ساہی کو اس نے جنگل میں ایک جگہ چھپے رہنے کی ہدایت کی تھی۔ جیسا کہ ساہی نے تھیو کو بتایا تھا رات بھر سمندر میں سفر کرنے کے بعد وہ اس کے ماں باپ کے جزیرے کے قریب پہنچ گیا۔ دور اسے جزیرے کا ساحل دکھائی دیا۔ درختوں کی سبز قطار دور تک چلی گئی تھی۔

ساحل ویران ویران تھا۔ وہاں کوئی جھونپڑی تک نہیں تھی۔ تھیوسانگ نے اپنی کشتی ایک ساحلی چٹان کے نیچے سے گذار کر ایک بڑے پتھر کے قریب اوپر کھینچ کر جھاڑیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں چھپا دی۔ اب وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ وہ ابھی جنگل میں داخل نہیں ہوا تھا بلکہ درختوں کی قطار کے ساتھ ساتھ سمندر کے ساحل کے برابر ریت پر چل رہا تھا ایک جگہ اسے ساحل پر کچھ جھونپڑیاں نظر آئیں۔ وہ قریب پہنچ کر درخت کے پیچھے چھپ کر جھونپڑیوں کو تکنے لگا۔ ایک جھونپڑی میں سے کسی عورت کے رونے کی آواز آرہی تھی۔

تھیوسانگ غور سے اس آواز کو سننے لگا۔ پھر دوسری جھونپڑی میں سے ایک بوڑھا آدمی نکلا۔ اس کے ہاتھ میں مٹی کا پیالہ تھا۔ پیالے میں پانی بھرا تھا وہ جھونپڑی میں داخل ہوگیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ جھونپڑی سے باہر آیا تو اچانک اس کی نظر تھیوسانگ پر پڑ گئی۔

وہ ہکا بکا سا ہو کر تھیوسانگ کو تکنے لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ شور مچاتا تھیوسانگ بھاگ کر اس کے پاس گیا اور اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ کر اسے اٹھا کر درختوں میں لے آیا۔ اس نے اسی قبیلے کی زبان میں کہا

"بابا! میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں کل جس لڑکی کو لومڑ دیوتا پہ قربان کیا گیا ہے اس کے ماں باپ کہاں رہتے ہیں۔ میں ان سے ملنے دوسرے جزیرے سے آیا ہوں"

بوڑھا حیران آنکھوں سے تھیوسانگ کو دیکھ رہا تھا۔ کپکپاتی آواز میں بولا۔

تم .... تم کون ہو؟

تھیوسانگ نے کہا "بابا! تم دیکھ رہے ہو کہ میں تمہاری زبان جانتا ہوں۔ میں اسی جزیرے کا رہنے والا ہوں مگر بچپن ہی سے یہاں سے اغواء ہوگیا تھا۔ اب مجھے پتہ چلا ہے کہ ساہی کو قربان کر دیا گیا ہے۔ میں اس سے بیاہ کرنا چاہتا تھا۔ اب میری خواہش ہے کہ میں اس کے ماں باپ سے مل کر ساہی کی موت پر افسوس کا اظہار کروں۔

تھیوسانگ نے جان بوجھ کر اصل بات اس بوڑھے سے چھپائی تھی۔ بوڑھے کو یقین آگیا۔ کیونکہ تھیوسانگ اس کے قبیلے کی زبان بول رہا تھا حالانکہ یہ تھیوسانگ محض اپنی خدائی طاقت کی وجہ سے بول رہا تھا۔ بوڑھے نے اس جھونپڑے کی طرف اشارہ کیا جہاں سے عورت کے رونے کی ہلکی ہلکی آواز آرہی تھی۔

"ساہی کی ماں اور اس کا باپ اس جھونپڑی میں رہتے ہیں"

تھیوسانگ نے بوڑھے سے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بابا! میرے آنے کا کسی سے ذکر نہ کرنا یہاں میرے وہ دشمن بھی رہتے ہیں جنہوں نے بچپن میں میرے اغوا کرنے میں مدد دی تھی۔"

بوڑھا وعدہ کر کے چلا گیا اور تھیوسانگ ساہی کے ماں باپ کی جھونپڑی کی طرف بڑھا۔ جھونپڑی کا پھونس کا دروازہ کھلا تھا۔ اندر دو ادھیڑ عمر کے انسان اداس بیٹھے تھے۔ یہ ساہی کے ماں باپ تھے۔ تھیوسانگ کو دیکھ کر وہ حیران ہوئے عورت نے رونا بند کر دیا۔

"تم.... تم کون ہو؟" ساہی کے باپ نے پوچھا

تھیوسانگ ان کے قریب چٹائی پر بیٹھ گیا اور بولا

کیا ساہی آپ لوگوں کی بیٹی تھی؟

بوڑھے نے آہ بھر کر کہا

"ہاں بیٹا۔ وہ ہماری ہی بیٹی تھی مگر اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ اسے یہاں کی مخلوق نے لومڑ دیوتا پر قربان کر دیا۔ یہ دیوتا باہر سے آیا ہے۔ یہ ہمارا دیوتا نہیں ہے۔"

ساہی کی ماں نے روتے ہوئے کہا

"میری بچی کو ہمارا کوئی دیوتا نہیں بچا سکا۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ اب ان کو مزید تکلیف نہ دینا چاہئے۔ اس نے اٹھ کر جھونپڑی کے باہر دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ واپس آ کر اس نے کہا

"میں آپ کو خوشخبری سنانے آیا ہوں کہ آپ کی بیٹی ساہی زندہ ہے۔"

دونوں ماں باپ تھیوسانگ کی طرف چونک کر تکنے لگے۔

"کیا۔ کیا میری بیٹی زندہ ہے؟" بوڑھا بولا۔ "مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لومڑ کے پجاری تو اسے ہمارے سامنے کشتی میں باندھ کر لے گئے تھے اور پھر خالی ہاتھ جزیرے میں واپس آئے تھے۔"

اب تھیوسانگ نے ساری کہانی سنا ڈالی۔ عورت اور بوڑھے مرد نے خوشی سے تھیوسانگ کو گلے لگا لیا۔ تھیوسانگ نے کہا

"خبردار۔ تم لوگ اسی جھونپڑی میں رہو۔ کسی سے اس کا ذکر مت کرنا۔ ہم رات کے اندھیرے میں یہاں سے نکل چلیں گے۔ میں نے کشتی کو چٹان کے پیچھے چھپا رکھا ہے۔ یہ بتاؤ کہ ابھی ابھی جو بوڑھا پانی کا پیالہ دے گیا ہے وہ کون تھا؟"

ساہی کے باپ نے کہا

"اس نے تمہیں دیکھا تو نہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ نے بتایا۔

" اس نے مجھے تمہاری جھونپڑی کا پتہ بتایا تھا مگر میں نے ساہی کے بارے میں کچھ نہیں کہا"

ساہی کا باپ بولا۔

" یہ بوڑھا یہاں آئی ہوئی باہر کی مخلوق کا جاسوس ہے۔ یہ بڑا غضب ہوگیا۔ وہ بڑے سردار کو بتادے گا۔ تم فوراً کسی جگہ جاکر چھپ جاؤ وہ تمہیں پکڑنے آرہے ہوں گے۔ کیونکہ یہاں کوئی اجنبی ان لوگوں کی مرضی کے بغیر داخل نہیں ہوسکتا"

تھیوسانگ نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں جنگل میں جاکر چھپ جاتا ہوں۔ مگر تم یہی کہنا کہ تمہارے پاس کوئی آدمی نہیں آیا۔ باقی میں سنبھال لوں گا"

یہ کہہ کر تھیوسانگ تیزی سے جھونپڑی سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگا۔

مگر اب دیر ہوچکی تھی۔ جنگل کی طرف سے اچانک دس بارہ آدمی ہاتھوں میں تانبے کی چھوٹی چھڑیاں ہاتھ میں لئے نکلے اور انہوں نے تھیوسانگ کو گھیرے میں لے لیا۔ ایک آدمی نے جو آگے آگے تھا چھڑی کا رخ تھیوسانگ کی طرف کیا تو چھڑی میں سے آگ کی چنگاریاں نکل کر تھیوسانگ کے قدموں کے پاس ریت پر پڑیں۔ ساتھ ہی اس آدمی نے آواز دی

" رک جاؤ نہیں تو جلاکر راکھ کردیئے جاؤ گے"

تھیوسانگ رک گیا۔ اس نے دیکھا کہ سب آدمیوں نے زرد رنگ کے لمبے لمبے چغے پہن رکھے تھے۔ سر کے بال شانوں پر گرے ہوئے تھے۔ چہرے تانبے کی طرح کے تھے اور سیاہ آنکھیں بجھے ہوئے سیاہ انگاروں کی طرح کی تھیں

اس گروہ کا سردار تھیوسانگ کے قریب آکر اسے گھور کر تکنے لگا اس نے قبیلے کی زبان میں پوچھا

" تمہیں کس نے یہاں بھیجا ہے؟

تھیوسانگ نے اسی زبان میں بڑی عاجزی سے کہا

" جناب! میرا نام تھیو ہے۔ میں اسی قبیلے کا ہوں۔ اسی جزیرے میں رہا کرتا تھا۔ بچپن میں مجھے بحری ڈاکو اٹھا کر لے گئے تھے۔ اب ان کی قید سے بھاگ کر آیا ہوں۔ میں اپنے ماں باپ کی تلاش میں ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس جھونپڑی میں کیا کرنے گئے تھے؟" سردار نے پوچھا۔

"جناب! اپنے ماں باپ کا پتہ کرنے گیا تھا"

سردار نے حکم دیا تھیوسانگ کو گرفتار کر لیا جائے۔

"یہ یقیناً ہمارے دشمنوں کا بھیجا ہوا جاسوس ہی ہے"

اسی وقت تھیوسانگ کو چار آدمیوں نے پکڑ لیا اور اسے جنگل میں لے گئے۔ درختوں میں آگے جا کر ایک چٹان میں بنا ہوا مندر آ گیا جس کے باہر ایک لومڑ کا بت بنا ہوا تھا وہاں دوسرے لوگ بھی آ گئے۔ سردار نے چلا کر کہا

"اسے لومڑ دیوتا پر قربان کیا جائے گا اسے چبوترے پر لٹا دو"

تھیوسانگ پریشان تو ضرور ہوا اگرچہ اسے یقین تھا کہ جب تک اس کی انگلی نہیں کاٹی جاتی وہ مر نہیں سکتا۔ پھر بھی یہ لوگ اس کی گردن کاٹ سکتے تھے اور یہ بڑی تشویشناک بات تھی۔ اس نے چھلانگ لگا کر بھاگنے کی کوشش کی مگر اس کے اردگرد طلسمی چھڑی میں سے نکلنے والی چنگاریوں کی بوچھاڑ کر دی گئی۔ تھیوسانگ گر پڑا۔

اسے رسیوں سے جکڑ کر لومڑ دیوتا کی مورتی کے آگے

چبوترے پر سیدھا لیٹا دیا گیا۔ اب تو تھیوسانگ کو خوف کے مارے پسینہ آ گیا۔ لومڑ کے پجاری اس کے اردگرد کھڑے ہو گئے۔ سردار نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ درخت کے پیچھے گیا اور جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چمکتا ہوا خنجر تھا۔

سردار نے کہا

"اس خنجر سے دشمن کے جاسوس کے سینے میں سے دل نکال کر لومڑ دیوتا کے حضور پیش کر دو"

تھیوسانگ کے جسم میں بجلی کی ایک تیز لہر دوڑ گئی۔ اسے ایک جھٹکا سا لگا خدا جانے یہ موت کو سامنے دیکھ کر زندگی کو بچانے کی آخری شدید خواہش کا نتیجہ تھا کہ کیا تھا۔ بہرحال تھیوسانگ کو محسوس ہوا کہ اس کے اندر کوئی طاقت داخل ہو گئی ہے۔ اسے اچانک اپنی اس طاقت خفیہ کا خیال آ گیا جس کی مدد سے وہ کسی شے کو انگلی لگا کر چھوٹا بنا دیا کرتا تھا۔ کیا میری طاقت واپس آ گئی ہے؟ تھیوسانگ نے دل میں سوچا۔

اس خیال کے ساتھ ہی اس نے اپنی طرف بڑھتے ہوئے جلاد کو دیکھا۔ جلاد نے اس کے سینے پر سے کپڑا ہٹا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر ننگا کر دیا تھا اور اب خنجر کی نوک سے اس کے دل کی جگہ تلاش کر رہا تھا۔ وہ تھیوسانگ کے دل والی جگہ پر خنجر گھونپنے ہی والا تھا کہ تھیوسانگ نے خدا کا نام لے کر اپنی انگلی اپنے جسم کے ساتھ لگا دی۔ اس کے ہاتھ پیٹھ پر بندھے تھے۔ انگلی اس کی پشت پر لگی تھی۔

تھیوسانگ کا اندازہ بالکل درست نکلا۔ قدرت نے اس کی کھوئی ہوئی طاقت اسے واپس دے دی تھی۔ انگلی کے لگتے ہی وہ اتنا چھوٹا ہو گیا کہ جتنی ایک مونگ پھلی ہوتی ہے۔

جلاد پہلے تو یہ سمجھا کہ یہ آدمی غائب ہو گیا ہے۔ رسیاں چبوترے پر رہ گئی تھیں۔ سب لوگ دہشت کے مارے پیچھے ہٹ گئے۔ کیونکہ اب ان سب لوگوں نے تھیوسانگ کو ایک مونگ پھلی جتنے انسان کی شکل میں لومڑ مورتی کے پیچھے بھاگ کر چھپتے دیکھ لیا تھا۔

جلاد تو سکتے میں آ گیا۔ سردار نے چیخ کر کہا

"یہ کوئی جادوگر ہے۔ اس کو ہلاک کر دو"

تانبے کی چھڑیوں میں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ مگر تھیوسانگ مورتی کے پیچھے ایک گڑھے میں لڑھک گیا تھا اور وہاں گھاس میں سے رینگ کر دوسری طرف نکل چکا تھا

لومڑ کی مقدس مورتی کی وجہ سے یہ لوگ چنگاریاں ذرا دور دور پھینک رہے تھے۔ سردار اور دوسرے پجاریوں نے مورتی کے پیچھے والے گڑھے کو گھیر کر وہاں چنگاریوں سے آگ لگا دی۔ مگر تھیوسانگ اس وقت ایک درخت کے تنے میں بنے ہوئے سوراخ کے اندر گھس کر درخت کی زمین کے اندر پھیلی جڑوں میں اتر چکا تھا۔

اسے سردار کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں

"اسے تلاش کرو۔ وہ کوئی جادوگر ہے وہ زندہ رہا تو ہمیں نقصان پہنچائے گا۔"

سردار کے آدمی تھیوسانگ کی تلاش میں دوڑے تھیوسانگ نے ان کے قدموں کی آوازیں سنیں۔ جب آوازیں دور نکل گئیں تو تھیوسانگ نے درخت کے تنے کے سوراخ میں سے جھانک کر باہر دیکھا۔ اسے درخت میں رینگتی چیونٹیوں نے تنگ کرنا شروع کر دیا تھا۔ باہر کوئی نہیں تھا۔ تھیوسانگ درخت کے بل سے باہر نکل کر جنگل میں اگی گھاس میں دوڑا۔ چونکہ وہ بہت چھوٹا ہو گیا تھا۔ اس لئے گھاس اسے درختوں کی طرح لگ رہی تھی

دوڑتے دوڑتے وہ ایک جگہ گھاس سے باہر نکلا تو دیکھا کہ سامنے سے آٹھ دس زرد پوش آدمی تانبے کی چھڑیوں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آگ کی چنگاریاں برساتے اس کی تلاش میں چلے آ رہے ہیں۔ تھیوسانگ ایک طرف کو دوڑا۔ چونکہ وہ بہت چھوٹا اس لئے اس کی رفتار تیز نہیں تھی۔ خدا جانے کس طرح سے ایک زرد پوش نے اسے دیکھ لیا۔ اور چیخ کر بولا۔

"وہ رہا جادوگر جاسوس"

تھیوسانگ ایک درخت کے پیچھے سے ہو کر آگے کو دوڑا تو دیکھا کہ وہاں ایک جنگلی چیتا بیٹھا ہے۔ تھیوسانگ اس کے بالوں کو پکڑ کر اس کی پیٹھ پر چڑھ گیا۔ چیتے کو ذرا سی کھجلی ہوئی۔ مگر اس نے کوئی خیال نہ کیا۔ اتنے میں زرد پوش چھڑیوں سے آگ کی چنگاریاں برساتے وہاں بھی آ گئے۔ چیتے نے چنگاریاں دیکھیں تو ڈر کر ایک طرف کو چھلانگ لگائی اور درختوں میں دوڑنے لگا۔ تھیوسانگ نے چونکہ چیتے کے بالوں کو بڑی مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ اس لئے وہ نیچے نہ گرا۔

چیتا چھلانگیں لگاتا دیکھتے دیکھتے جنگل میں سرسبز چٹانوں کی کھائی میں پہنچ کر ایک کھوہ میں گھس گیا۔ تھیوسانگ نے اپنے آپ کو چیتے کی پیٹھ سے گرا دیا وہ نیچے گرتے ہی دیوار کی طرف دوڑا اور پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا کھوہ سے باہر آ گیا۔

یہاں آتے ہی اس نے دوسری انگلی کو خاص انداز میں اٹھا کر اپنے جسم سے لگایا تو وہ پھر سے پورے قد کا تھیوسانگ بن گیا۔ اب اس نے واپس اس طرف دوڑنا شروع کیا جدھر لومڑ مورتی والا مندر تھا۔ وہ جھاڑیوں میں چھپتا چھپاتا آخر مندر کے قریب پہنچ گیا یہاں ایک زرد پوش مورتی والے چبوترے کے قریب چھڑی ہاتھ میں لئے پہرہ دے رہا تھا۔ تھیوسانگ رینگتا ہوا اس کے پیچھے آ گیا۔ پہرے والے زرد پوش کے پاؤں اسے گھاس میں دکھائی دے رہے تھے۔

تھیوسانگ نے ہاتھ آگے بڑھا کر آہستہ سے اس کے پاؤں سے اپنی خاص انگلی لگا دی۔ ایک دم سے وہ چھوٹا ہو گیا۔ وہ اپنے آپ کو انگلی کے برابر سائز کا دیکھ کر پریشان ہو کر ایک طرف کو بھاگا۔ تھیوسانگ نے اس کی تانبے کی چھڑی اٹھالی اور مندر کی طرف بڑھا۔ سامنے دو زرد پوش آ گئے۔ بجلی کی تیزی کے ساتھ تھیوسانگ نے چھڑی کا رخ ان کی طرف کر دیا۔ مگر اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کے ہاتھ میں اگر چھڑی ہو گی تو اس میں چنگاریاں نہیں نکلیں گی۔

چھڑی میں سے کوئی چنگاری نہ نکلی تو تھیوسانگ نے ان پر چھلانگ لگا دی۔ چھلانگ لگتے ہی اس نے باری باری دونوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو انگلی سے چھو دیا۔ دونوں چھوٹے چھوٹے بن گئے وہ بھی چیختے چلاتے ننھے ننھے چوہوں کی طرح ایک طرف کو دوڑے

اب تھیوسانگ کے سامنے سمندر تک راستہ صاف تھا۔ وہ تیز تیز چلتا جنگل میں سے نکل کر سمندر کے کنارے بنی ہوئی جھونپڑی کے پاس آگیا۔ ساہی کے ماں باپ اندر غم زدہ بیٹھے تھے۔ تھیوسانگ کو دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی۔

"تم کیسے فرار ہو کر آگئے۔ میرے بیٹے؟" ساہی کے باپ نے کہا

تھیوسانگ بولا۔

"یہ باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ جلدی سے میرے ساتھ نکل چلیں۔"

تھیوسانگ نے ان دونوں میاں بیوی کو ساتھ لیا اور چٹانوں کی اوٹ لیتا اس جگہ آگیا۔ جہاں اس نے کشتی چھپا رکھی تھی۔ وہ کشتی میں بیٹھے۔ تھیوسانگ نے کشتی کو سمندر کی لہروں پر ڈالا اور تیزی سے چپو چلاتا اسے بڑی چٹان کے سائے میں کھینچتا سمندر کی طرف لے گیا۔

سمندر کی لہروں نے بہت جلد کشتی کو کھلے سمندر میں پہنچا دیا۔ آہستہ آہستہ جزیرہ پیچھے ہوتا گیا۔ ان کے تعاقب میں کوئی کشتی نہیں آئی تھی۔ یہ ان کی بڑی خوش قسمتی تھی۔ پھر جزیرہ نظروں سے غائب ہوگیا۔ شام کے قریب جب سورج مشرق میں سمندر میں ڈوب رہا تھا۔ کشتی اس جزیرے پر پہنچ گئیں۔ جہاں ساہی چھپی ہوئی تھی۔

اپنے ماں باپ کو دیکھ کر ساہی ان سے لپٹ کر رونے لگی بوڑھے ماں باپ نے بھی اپنی بیٹی کو زندہ دیکھا تو ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے بوڑھے نے کہا

"ہمیں راتوں رات یہاں سے نکل جانا چاہیئے"

تھیوسانگ وہاں سے کیسے جا سکتا تھا اسے تو کیٹی کو ابھی تلاش کرنا تھا اس نے ساہی کے باپ سے کہا

"بابا! تمہیں اپنی بچی کو لے کر یہاں سے فرار ہو جانا چاہیئے مجھے یہیں رہ کر اپنی ایک بہن کا انتظار کرنا ہے"

چنانچہ ساہی اپنے ماں باپ کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر جزیرے سے رخصت ہوگئی اب جزیرے میں تھیوسانگ اکیلا رہ گیا۔ رات اس نے اپنی جھونپڑی میں گزاری صبح ہوتے ہی اس نے دوبارہ کیٹی کی تلاش شروع کر دی۔ سارا دن وہ جزیرے میں کیٹی کو تلاش کرتا پھرا مگر وہ اسے کہیں نہ ملی۔ خدا جانے اسے زمین کھا گئی تھی یا آسمان نے اوپر اٹھا لیا تھا۔

وہ دن بھی گزر گیا۔ رات آگئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھیوسانگ جنگل سے نکل کر سمندر کے کنارے ایک چٹان کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ساری رات اس نے اسی جگہ گزار دی۔ دن کی روشنی پھیلی تو اچانک تھیوسانگ نے ایک بادبانی جہاز کو دیکھا کہ جزیرے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ یہ جہاز یہاں کچھ دیر رک کر جنگلی ناریل وغیرہ اکٹھے کرنے آیا ہے۔ کیوں نہ اس کے کپتان کے ساتھ ہی میں بھی یہاں سے چلا جاؤں۔ آخر کیٹی کو کب تک یہاں بیکار تلاش کرتا رہوں گا۔ قسمت میں ہوا تو وہ کہیں نہ کہیں ضرور مل جائے گی۔

بادبانی جہاز سمندر سے کچھ دور رک گیا۔ اس میں سے کشتیاں اتار دی گئیں۔ تھیوسانگ نے دیکھا کہ جہاز پر ایک جھنڈا لہرا رہا تھا جس پر کھوپڑی اور ہڈیوں کا نشان بنا ہوا تھا۔ یہ بحری ڈاکوؤں کا جہاز تھا جن کا کام سمندر میں سفر کرتے مسافروں اور سامان کے جہازوں کو لوٹنا اور بے گناہ انسانوں کو ہلاک کرنا تھا۔ یہ بڑے بے درد اور سفاک لوگ تھے۔ تھیوسانگ کو ان کے بارے میں زیادہ علم نہیں تھا۔

اس نے دیکھا کہ بحری ڈاکوؤں نے سروں پر سیاہ رومال باندھ رکھے ہیں۔ آنکھوں پر بھی سیاہ نقاب ہیں وہ شور مچاتے کشتیوں میں سے اتر کر ساحل پر آ گئے۔ تھیوسانگ

کو دیکھا تو اس کی طرف بڑھے۔ انہوں نے لمبے لمبے پستول لٹکا رکھے تھے۔ انہوں نے تھیوسانگ کو پکڑ لیا۔ پیچھے بحری ڈاکوؤں کا سردار بھی آ رہا تھا اس کی لمبی داڑھی تھی۔ خوفناک آنکھیں سیاہ نقاب کے پیچھے چمک رہی تھیں۔ کمر کے ساتھ لمبا پستول لٹک رہا تھا۔ اس نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور غراتے ہوئے کہا

کون ہو تم؟

ایک بحری ڈاکو بولا۔

"سردار! یہ کوئی آدم خور لگتا ہے"

سب ڈاکو قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ سردار نے چلا کر کہا

"خاموش"

تھیوسانگ نے کہا

"میں ایک غریب ماہی گیر ہوں۔ طوفان میں میری کشتی ڈوب گئی۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر اس جزیرے پر پہنچا۔ کئی روز سے یہاں پڑا ہوں"

سردار نے تھیوسانگ کو اوپر سے نیچے تک دیکھا پھر بولا۔

"یہ لمبا تڑنگا ہے۔ ہمارے کام آئے گا۔ چلو ہمارے ساتھیوں میں شامل ہو جاؤ۔ جو مال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لوٹیں گے اس میں سے تمہیں بھی حصہ ملے گا۔ اگر تم نے دھوکہ کیا تو تمہیں سمندر میں پھینک دیا جائے گا۔"

تھیوسانگ نے کہا

"میں دھوکہ نہیں کروں گا۔ سردار۔ آپ کے ساتھ رہ کر کام کروں گا۔"

تھیوسانگ ان کے ساتھ جزیرے سے ناریل جمع کرکے بوریوں میں بھرنے لگا۔ ناریل کی بہت سی بوریاں جمع کرکے کشتیوں میں لادی گئیں اور بحری ڈاکو اپنے بادبانی جہاز کی طرف چلے۔ جہاز میں آکر لنگر اٹھا دیا گیا۔ ہوا تیز چل رہی تھی۔ جہاز نے کھلے سمندر کی طرف سفر شروع کر دیا۔ تھیوسانگ کو بھی سیاہ لمبے جوتے اور آنکھوں پر نقاب پہنا دیا گیا۔ اس کی کمر کے ساتھ پیٹی لگا دی گئی جس میں لمبا پستول لٹک رہا تھا۔ کپتان نے تھیوسانگ کو اپنے کیبن میں بلایا اور کہا

"تمہارا نام کیا ہے جوان؟"

"تھیوسانگ۔ یہی میرا نام ہے۔" تھیوسانگ نے کہا

کپتان اپنی داڑھی کھجاتے ہوئے مسکرایا

"بہت خوب۔ تم شکل سے بڑے شریف لگتے ہو۔ کبھی تم نے کسی کو ہلاک کیا ہے؟"

تھیوسانگ بولا۔ کپتان! "میں نے کبھی کسی کو بے گناہ نہیں مارا۔ ہاں۔ اپنی جان کی حفاظت کے لئے ضرور مقابلہ کیا ہے۔"

کپتان نے میز پر زور سے مکا مار کر کہا

"لیکن ہمارے ساتھ رہ کر تمہیں بے گناہ لوگوں کو بھی مارنا پڑے گا۔ بولو۔ تیار ہو کر تمہیں ابھی سمندر میں پھینکوا دوں؟"

تھیوسانگ نے سوچ رکھا تھا کہ جہاز جس شہر پر رکے گا وہ وہاں اتر کر بھاگ جائے گا۔ بے فائدہ ان ڈاکوؤں سے جھگڑا مول لینے کی کیا ضرورت ہے اس نے کہا

"ہاں کپتان۔ میں وہی کروں گا جو آپ کہیں گے"

"شاباش۔"

کپتان نے تھیوسانگ کے کاندھے پر ہاتھ مار کر کہا

"اب تم جا سکتے ہو۔"

بحری ڈاکوؤں کا جہاز تین دن سمندر میں سفر کرتا رہا چوتھے روز انہیں دور سے ایک دوسرا بادبانی جہاز آتا دکھائی دیا۔ بحری ڈاکوؤں میں ہلچل سی مچ گئی۔ کپتان نے لمبی پرانی دوربین سے جہاز کو دیکھا اور قہقہہ لگا کر بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مال سے بھرا ہوا جہاز ہے۔ ہم اسے تباہ کر کے لوٹ لیں گے۔"

اسی وقت بحری ڈاکوؤں نے جہاز کا رخ سامنے سے آتے مال بردار جہاز کی طرف کر دیا۔ پھر بحری ڈاکو جہاز کے قریب پہنچ کر لمبے رسوں کی مدد سے اس میں کود گئے اور پستولوں کی پے در پے فائرنگ شروع کر دی۔ دوسرے جہاز پر جتنے لوگ تھے ان سب کو انہوں نے ختم کر دیا۔ بحری ڈاکوؤں کا کیپٹن ہاتھ میں لمبی پستول لئے جہاز کے کیپٹن کے کیبن کی طرف بڑھا۔ جہاں مال بردار جہاز کا کیپٹن بند تھا۔

دروازہ توڑ دیا گیا۔ دیکھا کہ وہاں جہاز کے کیپٹن کی جگہ ایک سنہری بالوں اور سبز آنکھوں والی خوبصورت لڑکی سہمی بیٹھی ہے۔ ڈاکوؤں کے کیپٹن نے چلا کر کہا

"یہ میری بیوی بنے گی۔ مگر کیپٹن کہاں ہے؟ اس لڑکی کو میرے کیبن میں پہنچا دو۔"

لڑکی رونے لگی۔ ڈاکو اسے کھینچ کر دوسرے جہاز پر لے گئے۔ تھیوسانگ یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ مال بردار جہاز کے کیپٹن نے سمندر میں چھلانگ لگا دی تھی اس جہاز کا سارا قیمتی مال لوٹ کر ڈاکوؤں نے اپنے جہاز پر ڈال دیا اور باقی جہاز کو آگ لگا دی۔

تھیوسانگ نے بھی اس لوٹ مار میں حصہ لیا تھا مگر اس نے کسی انسان پر گولی نہیں چلائی۔ بحری ڈاکوؤں نے اس لوٹ مار کی خوشی میں جہاز پر بڑا جشن منایا۔ وہ شام تک ناچتے گاتے رہے۔ شام کو ڈاکوؤں کے کیپٹن نے ڈاکوؤں میں لوٹا ہوا مال تقسیم کیا۔ قیمتی سامان تو اس نے اپنے پاس رکھ لیا اور باقی ڈاکوؤں میں بانٹ دیا۔ تھیوسانگ کے حصہ میں چاندی کے چار گلدان، ایک پیتل کا نقش کیا ہوا تھال اور چاندی کے سکے آئے۔

تھیوسانگ کو ان سکوں کی ضرورت تھی۔ اس نے انہیں تھیلی میں ڈال کر اپنے کیبن میں رکھ لیا۔ اب کیپٹن نے سنہری بالوں والی لڑکی سے شادی کا اعلان کر دیا کہ کل وہ اس سے شادی کرے گا۔

سنہری بالوں والی لڑکی کو کیپٹن نے ایک چھوٹے سے کیبن میں بند کر رکھا تھا۔ کیپٹن نے تھیوسانگ کو بلا کر کہا

"تھیو! تم ان سب ڈاکوؤں سے زیادہ عقلمند دکھائی دیتے ہو۔ مجھے ان سوروں پر اعتبار نہیں ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سنہری بالوں والی قیدی لڑکی کو تم جا کر کھانا دو۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یاد رکھو۔ وہ کل میری بیوی بننے والی ہے۔ اس کے ساتھ سختی سے مت بولنا اور ہاں اگر ہو سکے تو اس کے آگے میری تعریف کرنا۔

خونخوار ڈاکو کیپٹن کھل کھلا کر ہنس پڑا

تھیوسانگ ایک طشت میں روٹی گوشت اور پھل لے کر سنہری بالوں والی لڑکی کے بند کیبن میں آگیا اس نے دیکھا کہ بے چاری قیدی لڑکی خوفزدہ ہو کر ایک طرف بیٹھی تھی۔ رو رو کر اس کے آنسو بھی خشک ہو گئے تھے۔ تھیوسانگ نے اس کے آگے کھانا رکھ کر اسے کہا

"بہن! یہ کھالو۔"

سنہری بالوں والی لڑکی نے چونک کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا۔

"تم پہلے ڈاکو ہو جس نے مجھے بہن کہا ہے۔ تم ان لوگوں میں سے نہیں لگتے۔ تم بڑے نیک آدمی ہو۔ پھر مجھے یہاں سے نکال کیوں نہیں دیتے۔ میں بڑی نیک شریف لڑکی ہوں۔ میں اس خونخوار کیپٹن سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

تھیوسانگ سوچ میں پڑ گیا۔

موت کی چھلانگ

اس نے کہا

"تمہارا نام کیا ہے اور تم کون ہو"

لڑکی نے کہا

"میرا نام مارجیا ہے۔ میں ایک کرسچین لڑکی ہوں اور جہاز کا کپتان جس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی تھی میرا چچا تھا۔ وہ میری حفاظت نہیں کر سکا میں ہندوستان کے مشرقی ساحل کورومنڈل کی رہنے والی ہوں۔ وہاں میرے بہن بھائی اور ماں باپ رہتے ہیں۔ میں اپنے چچا کے ساتھ پرتگال جا رہی تھی کہ ان خونی ڈاکوؤں نے ہمیں برباد کر دیا۔"

تھیوسانگ نے کہا

"تم یہ کھانا کھاؤ۔ میں تمہارے بارے میں غور کروں گا۔"

مارجیا نے تھیوسانگ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم نے مجھے بہن کہا ہے تو اب بھائی بن کر دکھاؤ۔ کیا تم اپنی بہن کو ان ظالم ڈاکوؤں کے حوالے کر دو گے! اگر تم نے میری مدد نہ کی تو میں خودکشی کر لوں گی۔ میں اس بڈھے خونی ڈاکو سے شادی نہیں کر سکتی۔"

تھیوسانگ کے دل میں اپنی بہن کے لئے زبردست جذبات پیدا ہو گئے۔ اس نے مارجیا کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

"مارجیا بہن! میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری مدد کروں گا اور تمہیں ان ظالموں سے نجات دلانے کی کوشش کروں گا۔ مگر تم ویسا ہی کرو جیسا میں کہتا ہوں۔ تم اطمینان سے کھانا کھا لیا کرنا۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔"

مارجیا کی آنکھوں میں خوشی کی چمک آ گئی۔ اس نے کہا "میرے بھائی میں ویسا ہی کروں گی جیسا تم کہو گے۔ تم نے اپنا نام نہیں بتایا۔"

تھیوسانگ میرا نام ہے

یہ کہہ کر تھیوسانگ کیبن سے نکل آیا۔

اس نے کیپٹن سے جا کر کہا

"مبارک ہو کیپٹن۔ میں نے قیدی لڑکی کو تم سے

شادی کرنے پر راضی کر لیا ہے

کیپٹن تو خوشی سے اچھل پڑا۔

"سچ! میں تمہارا منہ موتیوں سے بھر دوں گا۔"

تھیوسانگ نے کہا

"لیکن اس نے کہا ہے کہ میں چاند کی پہلی تاریخ کو شادی کروں گی۔"

کیپٹن سنجیدہ ہو گیا۔ پھر مسکرا کر بولا۔

"کوئی بات نہیں تھیوسانگ۔ میں چاند کی پہلی تاریخ کا انتظار کروں گا۔ ابھی اس میں دس روز باقی ہیں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میں نے لڑکی کے آگے آپ کی اتنی تعریف کی کہ اسے بیاہ پر تیار کر لیا۔ اب آپ اسے قیدی نہ بنا کر رکھیں۔"

کیپٹن نے کہا

"تم ان ڈاکوؤں کو نہیں جانتے۔ یہ سارے کے سارے چھٹے ہوئے بدمعاش ہیں۔ میں لڑکی کو ابھی قید میں ہی رکھوں گا وہاں اسے ہر طرح کی سہولت ملے گی۔"

کیپٹن نے ایسا ہی کیا۔ مارجیا کو کیبن میں اچھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھانا اور اچھا لباس مل گیا۔ اسے شام کو جہاز کے عرشے پر چہل قدمی کی بھی اجازت مل گئی۔ اس وقت بڈھا کیپٹن اس کے ساتھ ساتھ ہوتا تھا۔

اس دوران تھیوسانگ ہی اس کا کھانا لے کر جاتا تھا۔ لڑکی مارجیا کا تعلق جہاز والوں کے خاندان سے تھا اس نے تھیوسانگ کو بتایا کہ ان کا جہاز مڈغاسکر کی طرف جا رہا ہے۔ اور وہاں آٹھ روز میں پہنچ جائے گا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ وہاں سے ہندوستان کا ساحل سات روز کے سفر پر ہے۔

تھیو بھائی! یہ فاصلہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم کوئی ایسا بندوبست کرو کہ جہاز کا رخ ہندوستان کی طرف موڑ دیا جائے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میں کیپٹن سے کہوں گا مگر مجھے امید نہیں کہ وہ واپس جائے گا۔ بہر حال اس پر غور کروں گا تم ابھی سات روز تو گزارو۔ چاند کی پہلی ابھی کافی دور ہے"

ابھی چاند کی یکم تاریخ آنے میں پانچ دن باقی تھے کہ بحری ڈاکوؤں کا جہاز ایک کھاڑی میں داخل ہوگیا۔ جس کی دونوں جانب اونچے اونچے گھنے درخت تھے۔ یہاں جہاز ایک جگہ

کھڑا کر دیا گیا۔ خونی کپتان نے کہا

"یہ جگہ بہت حسین ہے۔ ہم یہاں کچھ روز آرام کریں گے اور کل ہم شادی کریں گے۔"

اس اچانک اعلان سے تھیوسانگ پریشان ہوگیا۔ اس نے مارجیا کو جا کر بتایا کہ خونی کپتان نے تو اس سے کل بیاہ کرنے کا اعلان کر دیا ہے وہ بھی پریشان ہوگئی۔ تھیوسانگ نے کپتان کو کہا بھی تھا کہ وہ یکم تک انتظار کرے مگر وہ ایک جاہل اور وحشی کپتان تھا۔ اس نے تھیوسانگ سے کہہ دیا کہ اگر اس نے لڑکی کو بیاہ پر راضی نہ کیا تو وہ لڑکی کو قتل کر دے گا۔ مارجیا رونے لگی۔

تھیوسانگ بھائی! اب میں خودکشی کر لوں گی۔

تھیوسانگ کا ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا اس کو معلوم تھا کہ جہاز کا بارود اس کی دوسری منزل کے تہہ خانے میں بھرا ہوا ہے۔ اگر وہ بارود کو فلیتہ لگا کر آگ لگا دے اور مارجیا کو چھوٹا بنا کر جہاز سے اتر جائے۔ تو اس پر کسی کو شک نہیں ہوگا کہ وہ اپنی جیب میں سنہری بالوں والی لڑکی کو لئے جا رہا ہے اس نے مارجیا سے کہا۔

"مارجی بہن! گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں کل صبح ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تک یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا"۔

تھیوسانگ وہاں سے سیدھا جہاز کی نچلی منزل میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ بارود والے تہہ خانے کے باہر ایک ڈاکو پہرہ دے رہا تھا۔ اب اسے خیال آیا کہ جہاز کو تباہ کرنے کی بجائے یہ بہتر ہے کہ جہاز کے پیچھے جو گھنا جنگل ہے اس کو آگ لگا دی جائے۔ ڈاکو ادھر کو بھاگیں گے اور اسے جہاز کو وہاں سے بھگا لے جانے کا موقع مل جائے گا۔

ساری رات تھیوسانگ یہی کچھ سوچتا رہا۔ صبح ہوئی تو خونی کپتان نے اسے بلا کر کہا

"تھیوسانگ! ہماری بیوی کو جا کر کہو کہ دلہن بن کر تیار ہو جائے۔ ہم تھوڑی دیر بعد اس سے شادی کرنے والے ہیں"

وحشی کپتان نے تھیوسانگ کو مارجیا کے لئے ریشمی کپڑے اور قیمتی ہار دیئے کہ یہ جا کر اس کی ہونے والی بیوی کو دے دے۔ تھیوسانگ چپکے سے یہ چیزیں لے کر مارجیا کے کیبن میں آ گیا۔ مارجیا پریشان بیٹھی تھی۔

تھیو بھائی! تم نے کیا سوچا پھر؟ میں تو خودکشی کرنے پر تیار ہوں"

تھیوسانگ نے کہا۔

"مارجیا! میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں مگر اس کے لئے تمہیں ایک حیرت انگیز تجربے کے لئے تیار ہونا پڑے گا"

مارجیا نے کہا

"میں ہر قسم کے تجربے کے لئے تیار ہوں"

تھیوسانگ بولا:

"لیکن یہ ایک انوکھا تجربہ ہوگا۔ ہو سکتا ہے تم ڈر جاؤ۔ مگر ڈرنا نہیں۔ تم زندہ سلامت ہو گی۔ میں تمہیں اپنی چھنگلی کے سائز کا چھوٹا کرنے والا ہوں"

مارجیا تو تھیوسانگ کا منہ تکنے لگی۔

"تھیو بھائی! کیا تم جادو کے زور سے ایسا کرو گے؟

"ہاں مارجیا! مجھے ایک ایسا منتر آتا ہے جس کو پڑھ کر جب میں تمہیں انگلی سے چھوؤں گا تو تم میری انگلی کے برابر ہو جاؤ گی۔ پھر میں تمہیں اپنی جیب میں چھپا کر یہاں سے نکال لے جاؤں گا۔ تم میری جیب میں بالکل محفوظ ہو گی۔ جب ہم کسی محفوظ جگہ پہنچ جائیں گے تو میں تمہیں وقت آنے پر پھر بڑا کر دوں گا۔

مارجیا حیران ضرور ہوئی مگر اس پر تیار ہو گئی

تھیوسانگ نے یونہی منہ ہی منہ میں کوئی منتر بڑبڑایا اور پھر مارجیا کے بازو کو اپنی خاص انگلی سے چھو دیا۔ ایک دم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے مارجیا بالکل اس کی چھوٹی انگلی کے سائز کی ہوگ
تھیوسانگ نے اسے اٹھا کر اپنی جیکٹ کی جیب میں
ڈال لیا اور جہاز کے عرشے پر آگیا۔ آگے وحشی کپتان
کھڑا تھا۔

"کہو۔ دے آئے ہماری دلہن کو ریشمی کپڑے اور قیمتی
"ہاں کیپٹن! اس نے خوشی سے یہ کپڑے لے لئے ہیں"
تھیوسانگ کے اتنا کہنے پر وحشی کپتان بڑا خوش
ہوا اور بولا۔

"شاباش میرے دوست تھیو! میں تمہیں بھاری
انعام دوں گا۔"

تھیوسانگ نے وحشی کپتان کا شکریہ ادا کیا اور جہاز
سے اتر کر کھاڑی میں جہاں جہاز کھڑا تھا اس کے پیچھے
جنگل میں آگیا۔ اس نے مارجیا کو جیب سے نکال کر اپنی
ہتھیلی پر بٹھا لیا اور کہا۔

"اب میں اس جنگل کو آگ لگا رہا ہوں تاکہ ڈاکو
گھبرا کر ادھر دوڑیں اور میں جہاز کو لے کر کھاڑی سے
نکل جاؤں۔"

ننھی سی مارجیا کی باریک آواز آئی۔
"جلدی کرو تھیو بھائی! میں زیادہ دیر تک اتنی چھوٹی
نہیں رہنا چاہتی۔"

تھیوسانگ نے مارجیا کے سر پر اپنی انگلی رکھ کر کہا۔
"فکر نہ کرو۔ بس تھوڑی دیر کے بعد تم دوبارہ جوان
ہو جاؤں گی۔"

تھیوسانگ نے مارجیا کو دوبارہ اپنی جیب میں چھپا
کر رکھ لیا۔

پھر اس نے ایک جگہ جھاڑیوں میں گھاس پھونس کو جمع
کیا اور وہاں آگ لگا دی۔ آگ آہستہ آہستہ پھیلنے لگی۔ تھیو
وہاں سے دوڑ کر ڈاکوؤں کے جہاز کی طرف آگیا۔
جہاز کی سیڑھی کے پاس ڈاکوؤں کا وحشی کپتان زخمی
شیر کی طرح ٹہل رہا تھا۔ اس کے ڈاکو پستولیں نکالے
اس کے پاس کھڑے تھے۔ تھیوسانگ کو دیکھتے ہی
ڈاکو چلائے۔

"وہ آگیا تھیوسانگ"

وحشی کپتان نے چلا کر کہا

"کہاں ہے میری قیدی دلہن؟ میں نے اسے
تمہاری حفاظت میں سونپا تھا۔ وہ فرار ہوگئی ہے"

تھیوسانگ کو احساس ہوا کہ اس نے ادھر آکر سخت
غلطی کی ہے۔ مارجیا اس کی جیب میں تھی۔ اگر وہ بھاگتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے تو ڈاکو اس پر گولیوں کی بارش کر دیں گے اور وہ تو زندہ رہ سکتا ہے مگر مارجیا کو گولی ضرور لگ جائے گی

وحشی کپتان سمیت تمام ڈاکوؤں نے لمبے پستول اس کی طرف تان رکھے تھے۔ اسے اتنا موقع نہیں ملا تھا کہ وہ ان میں سے کسی ایک کو اپنی خاص انگلی لگا کر چھوٹا بنا سکتا۔ موت اس کے سامنے کھڑی تھی۔

تھیوسانگ اپنی جگہ سے زور سے اچھلا اور جہاز کے ساتھ لگی سیڑھی کے آخری زینے پر پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے گولیاں برسائی جانے لگیں۔ وہ دوسری چھلانگ لگا کر جہاز کے عرشے پر پہنچ گیا۔ وحشی کپتان نے چلا کر کہا

"جانے نہ پائے۔ اس گولی سے اڑا دو"

جہاز کا عرشہ خالی تھا۔ ڈاکو نیچے تھے۔ وہ جہاز کے عقب کی طرف بھاگا۔ اسے جنگل میں جہاں آگ لگائی گئی تھی شعلے اٹھتے نظر آئے۔ اب ڈاکو بھی اس کا تعاقب کرتے عرشے پر پہنچ گئے تھے۔ تھیوسانگ کو مارجیا کی فکر تھی کہ کہیں اسے گولی نہ لگ جائے۔ وہ جہاز کے پچھلے حصے میں آگیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ جہاز کے پچھلے سے سمندر کی کھاڑی میں چھلانگ لگا دے گا۔

جونہی اس نے نیچے جھانک کر دیکھا کھاڑی کے پانی میں سے تین خونخوار دانتوں والے مگرمچھ اپنے جبڑے کھولے اس کی طرف دیکھ کر پھنکار رہے تھے۔ گویا اس انتظار میں تھے کہ وہ چھلانگ لگائے اور وہ اس کو ہڑپ کر جائیں۔

ڈاکو تھیوسانگ کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تھیوسانگ کے لئے اب ایک ہی راستہ تھا کہ نیچے چھلانگ لگا دے۔ وہ خود کو چھوٹا نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ایک لڑکی مارجیا پہلے ہی چھوٹی ہو کر اس کی جیب میں پڑی تھی۔ اگر وہ خود چھوٹا ہوتا ہے تو اس لڑکی کو سنبھالنا دشوار تھا۔

چنانچہ تھیوسانگ نے جہاز کے عرشے پر سے مگرمچھوں پر چھلانگ لگا دی۔ اس وقت جہاز کے پیچھے جنگل میں زبردست آگ لگ چکی تھی اور آگ جہاز کی طرف لپکنے لگی تھی۔

تھیوسانگ ایک مگرمچھ کے عین اوپر گرا۔ مگرمچھ نے زور سے اپنے آپ کو جھٹکا دیا مگر تھیوسانگ کی طاقت اس سے زیادہ تھی۔ اس نے مگرمچھ کی پیٹھ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ اوپر سے گولیاں چلنے لگیں۔ مگرمچھ گھبرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر سمندر کی طرف بھاگا۔

وہ اتنی تیز رفتاری سے بھاگا کہ تھیوسانگ بھی اس کے ساتھ جہاز سے دور نکل گیا۔ پھر مگرمچھ نے سمندر میں ڈبکنی لگا دی۔ یہ حرکت خطرناک تھی اس طرح سے مارجیا ڈوب کر ہلاک ہو سکتی تھی۔ تھیوسانگ نے مارجیا کو جیب سے فوراً نکال کر مٹھی میں لے لیا اور ایک ہاتھ بلند کر کے ایک طرف سے تیرنا شروع کر دیا۔ کھاڑی میں سمندر کی جانب سے تیز لہریں آ رہی تھیں۔

جنگل میں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ ڈاکوؤں کو اپنی مشکل پڑ گئی تھی کہ کسی طرح جہاز کو آگ لگنے سے بچایا جائے۔

تھیوسانگ تیرتا تیرتا کھاڑی کے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ وہ خطرے سے دور ہو گیا تھا۔ آگ جہاز کے قریب جا رہی تھی۔ جہاز پر ڈاکو ادھر ادھر دوڑتے صاف نظر آ رہے تھے۔ جہاز کے بادبان کھول دیئے گئے۔ بادبانوں میں ہوا بھر گئی اور جہاز نے حرکت کی اور کھاڑی کے پانیوں سے سمندر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

تھیوسانگ درختوں میں بھاگتا بہت دور نکل گیا۔ یہاں

جگہ جگہ خطرناک دلدلیں پھیلی تھیں اور ایسے گھنے درخت تھے کہ ان کی شاخیں زمین میں جڑیں پکڑ چکی تھیں اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اب وہ ڈاکوؤں کے جہاز پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ اب اسے جنگل میں دور کسی محفوظ جگہ پر جا کر مارجیا کے ساتھ چھپ جانا ہوگا۔ جہاں ڈاکو اس تک نہ پہنچ سکیں۔

دلدلوں سے بچتا بچاتا تھیوسانگ ایک چھوٹے سے دریا پر آ گیا۔ اس دریا کو اس نے تیر کر پار کرنا چاہا تو ایک سبز سانپ اس کے پیچھے لپکا۔ تھیوسانگ نے پلٹ کر سانپ کو گردن سے دبوچ کر اس کی گردن الگ کر دی اور دریا پار کر کے دوسری طرف نکل گیا۔

دریا کی دوسری طرف گہری کھڈیں پھیلی ہوئی تھیں۔ ان کھڈوں میں جنگلی جھاڑیوں کے جھاڑ کے جھاڑ اُگے تھے۔ تھیوسانگ یہاں سے گزرتا ہوا ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا۔ یہاں سے اس نے سمندر کی طرف نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ جنگل میں آگ ہی آگ لگی ہوئی تھی۔ اور ڈاکوؤں کا جہاز بادبان کھولے تیزی سے کھلے سمندر کی طرف جا رہا تھا۔

اس کے دیکھتے ہی دیکھتے بحری ڈاکوؤں کا جہاز سمندر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دور ہوتے ہوئے بہت دور ہوگیا۔ ڈاکو جا چکے تھے
اب تھیوسانگ نے سنہری بالوں والی لڑکی مارجیا کو
دوسری خاص انگلی لگا کر پورے سائز کا کیا اور اسے
ساری کہانی سنائی۔

مارجیا پہلے تو اپنے جسم کو غور سے دیکھنے لگی
"میرے خدایا۔ مجھے تو یقین نہیں تھا کہ میں
پھر سے بڑی ہو سکوں گی"
تھیوسانگ نے کہا
"دیکھ لو تم ویسی کی ویسی ہو۔ یہ محض جادو تھا
اور کچھ نہیں تھا"
مارجیا نے سمندر کی طرف بحری ڈاکوؤں کے جہاز کو
دور جاتے دیکھا تو بولی۔
"یہ وحشی کپتان کا ہی جہاز ہے نا تھیو بھائی؟"
"ہاں مارجیا! تم اب آزاد ہو۔ ظالم ڈاکوؤں
سے ہمارا پیچھا چھوٹ گیا ہے"
مارجیا نے تھیوسانگ کی طرف احسان مند نگاہوں
سے دیکھا اور بولی۔
"تھیوسانگ! تم سچ مچ میرے اچھے بھائی ہو۔ تم
نے جان کی بازی لگا کر اپنی منہ بولی بہن کی جان بچائی ہے۔

تھیوسانگ نے کہا
"یہ ہر بھائی کا فرض ہوتا ہے"
مارجیا نے جنگل کی آگ کو دور سے دیکھ کر کہا۔
"کہیں یہ آگ سارے جنگل کو نہ جلا ڈالے۔"
تھیوسانگ بولا۔
"ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ جس جنگل میں، میں
نے آگ لگائی ہے۔ اس کے چاروں جانب سمندر
ہے۔ آگ وہاں پہنچے گی تو اپنے آپ بجھ جائے گی۔
وہ پہاڑی ٹیلے سے نیچے اترنے لگے۔ جزیرے کی
کھاڑی میں دھوپ ڈھلنے لگی تھی۔ تھیوسانگ نے کہا
"اب سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے"
مارجیا بولی۔
خدا ہماری مدد کرے گا تھیو بھائی۔ اگر ادھر کوئی
دوسرا جہاز نہ آیا تو ہم کسی درخت کو کھوکھلا کر کے اس
کی کشتی بنا کر یہاں سے ہندوستان کی طرف روانہ ہو جائیں
گے۔ میں سمندر سے نہیں ڈرتی۔ میرا بچپن کارومنڈل
کے ساحلی سمندر میں تیرتے گزرا ہے"
تھیوسانگ اور مارجیا نے اس کھاڑی والے جنگل میں
دو جھونپڑیاں بنالیں ایک جھونپڑی میں تھیوسانگ اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسری میں مارجیا رات کو سوتی ۔ دن کو وہ کسی جہاز کے آنے کا انتظار کرتے ۔

اس وقت تھیوسانگ اور مارجیا اس کھاڑی والے جنگل میں ہیں۔ کیٹی کو جزیرے سے بونی خلائی مخلوق لڈن طشتری میں بے ہوش کر کے لے گئی ہے ۔ اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ عنبر اور ماریا ہمالیہ کی برفانی پہاڑیوں سے نکل کر ویشالی ریاست کی طرف چلے جا رہے ہیں ۔ جہاں ان کا خیال ہے کہ ان کی ملاقات ناگ اور کیٹی وغیرہ سے ہو جائے گی ۔ جبکہ ناگ آریا قبیلے کے کھان سے سونالینی کو گھوڑے پر بٹھائے اس کی ماں باپ کے شہر موہنجو دڑو کی طرف جا رہا ہے ۔

کیٹی تو بونی خلائی مخلوق کے سیارے پر پہنچ گئی اور چونکہ وہ لمبے قد کی تھی اور خلائی مخلوق بونے بونے قد کی تھی اس لئے خلائی مخلوق نے کیٹی کے جسم سے جین کے خلیے نکال کر اپنی عورتوں کے جسم میں داخل کرنے شروع کر دیئے تاکہ ان کے ہاں بھی لمبے قد کے بچے پیدا ہوں ۔ اس سے کیٹی کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا ۔ جتنے خلیے اس کے جسم سے نکالے جاتے اتنے ہی خلیے تھوڑی دیر بعد دوبارہ پیدا ہو جاتے تھے ۔ مگر کیٹی کو ایک مینار میں قید کر دیا گیا تھا تاکہ وہ بھاگ نہ جائے ۔

پہلے ہم ناگ کی خبر لیتے ہیں اس کے بعد عنبر اور اور ماریا کی طرف آئیں گے جو ابھی جنگل میں سفر کر رہے ہیں اور شمالی ہندوستان کی ریاست ویشالی کی طرف ان کا رُخ ہے ۔

ناگ اور سونالینی گھوڑوں پر سوار جنگل اور ویران علاقوں میں سے گزرتے ہوئے آخر موہنجو دڑو پہنچ گئے ۔ یہ آج سے ہزاروں سال پہلے کا شہر موہنجو دڑو جو بے حد بارونق شہر تھا ۔ یہاں آریہ راجہ حکومت کرتا تھا ۔ ناگ نے سونالینی کو اس کے باپ کے حوالے کیا تو وہ اسقدر خوش ہوا کہ اس نے کہا

" بیٹا تم نے میری بیٹی کو واپس لا کر میرا دل جیت لیا ہے ۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم میرے بیٹے بن جاؤ ۔

ناگ نے کہا

" مہاراج میں ایک سیاح نوجوان ہوں ۔ میرا کام ملک ملک گھومنا ہے ۔ میں ایک جگہ نہیں ٹھہر سکتا ۔

وہاں سونالینی کے باپ کا ایک جوتشی دوست بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹھا تھا۔ اس نے کہا

" تمہارا ماتھا بتا رہا ہے کہ تم سیاح ہو اور شاید ہزاروں برس سے سفر کر رہے ہو۔

ناگ نے کہا

" یہ تو خیر آپ کا خیال ہے۔ لیکن اگر آپ واقعی جوتشی ہیں تو برائے مہربانی مجھے یہ بتائیے کہ میرے دوست عنبر ماریا اور کیٹی تھیوسانگ اس وقت کہاں ہیں۔

جوتشی نے اسی وقت حساب لگا کر زائچہ بنایا۔ کچھ دیر زائچے کو دیکھتے ہوئے غور کرتا رہا پھر بولا۔

" بیٹا۔ زائچہ بتاتا ہے کہ تمہارے دوست عنبر اور ماریا تو اسی ملک میں یہاں سے سات سو میل پیچھے ایک ویشالی نام کا شہر ہے وہ ایک ہفتے میں وہاں پہنچ جائیں گے۔ باقی تمہارے دو دوست جو دونوں کے دونوں مجھے کسی دوسری دنیا کی مخلوق معلوم ہوتے ہیں۔ وہ یہاں سے بہت دور ہیں لڑکی تو کسی سیارے میں قید ہے اور خلائی آدمی کسی جزیرے میں پھنسا ہوا ہے اور کسی جہاز کا انتظار کر رہا ہے جو اسے ہندوستان کے مشرقی ساحل کارومنڈل تک پہنچا دے۔

ناگ کے لئے یہ معلومات بہت بڑی معلومات تھیں۔

اس نے کہا

" کیا آپ کا علم سچ بتاتا ہے "

جوتشی نے کہا

" بیٹا! میرا علم کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ ایک تو اس لئے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ میں نے کبھی رزق حرام نہیں کھایا "

سونالینی کے باپ نے بھی ناگ کو بتایا کہ جوتشی دوست کا زائچہ کبھی غلط نہیں ہوا۔ چنانچہ ناگ نے فیصلہ کر لیا کہ وہ عنبر اور ماریا سے ملنے کے لئے ویشالی شہر کی طرف کوچ کرے گا۔ دو روز اس نے سونالینی کے باپ کی حویلی میں گزارے۔ تیسرے روز اس نے اجازت لی اور مگدھ کی ریاست اور شہر ویشالی کی طرف روانہ ہو گیا۔

شہر سے نکلتے ہی ناگ نے سیاہ عقاب کا روپ اختیار کیا اور ہوا میں فراٹے بھرتا اڑنے لگا۔ اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ وہ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی ویشالی شہر کے باہر والے باغوں کے اوپر آ گیا۔ وہ باغ میں ایک جگہ اتر آیا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا کہ اسے کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ باغ شام کے وقت ویران ویران سا تھا۔ ناگ پھر سے انسان کی شکل میں آ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کا خیال تھا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا مگر ایسی بات نہیں تھی اسے ایک سپیرے نے دیکھ لیا تھا جو ایک درخت کے پیچھے بیٹھا سانپوں کی پٹاری پاس رکھے آرام کر رہا تھا۔ اس کی نظر ایک سیاہ عقاب پر پڑی تو اس نے سوچا کہ یہ عقاب بڑی اعلیٰ نسل کا ہے اسے گرفتار کرنا چاہیئے وہ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہے۔ عقاب نے انسان کی کی شکل بدل لی۔

سپیرے کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے بزرگوں سے سن رکھا تھا کہ دنیا میں صرف ایسا سانپ ہی اپنی جون بدل سکتا ہے جس کو دنیا میں زندہ رہتے ہوئے پانچ سو سال گزر گئے ہوں۔ سپیرے نے ناگ کا پیچھا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسے یقین ہو گیا۔ یہ شخص سانپوں کا دیوتا ہی ہو سکتا ہے۔

ناگ انسان کی شکل بدلنے کے بعد اس کے قریب سے گزرا تو پٹاری میں سانپوں نے پھنکارنا شروع کر دیا۔ انہیں ناگ دیوتا کی خوشبو آگئی تھی اور وہ باہر نکل کر اسے سلام کرنے کو بے تاب ہو رہے تھے۔ سپیرے کو اب پورا یقین ہو گیا کہ یہی شخص سانپوں کا دیوتا ہے۔

ناگ نے اس سے پوچھا

بھائی اس شہر میں کوئی سرائے بھی ہے؟

سپیرے نے کہا

کیوں نہیں جناب! شہر میں داخل ہوتے ہی ایک کھلا بازار آتا ہے۔ بازار کی نکڑ پر ایک کنواں ہے۔ اس کنوئیں کے پیچھے ایک سرائے ہے۔ بھائی تم مسافر لگتے ہو۔ کہاں سے آئے ہو؟

ناگ نے کہا

"میں دوسرے شہر سے آیا ہوں۔ یہاں مجھے ایک ضروری کام ہے۔ کچھ روز ٹھہروں گا"

ناگ نے محسوس کر لیا تھا کہ سپیرے کی پٹاری میں سانپ پھنکار رہے تھے مگر وہ سپیرے کو اپنے بارے میں کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا وہ آگے چل دیا

سپیرے نے ناگ کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔

ناگ ویشالی شہر کے بڑے دروازے میں سے داخل ہو کر کھلے بازار میں سے گزرتا کنوئیں کے پیچھے سرائے میں آگیا۔ یہاں اس نے ایک کوٹھڑی میں ڈیرہ لگا لیا۔ سونالینی کے باپ نے اسے کچھ سکے دیئے تھے۔ ناگ نے شہر میں داخل ہوتے ہی فضا میں سانس لے کر عنبر ماریا اور کیٹی کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی مگر فضا میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مراد، ریٹائرڈ انسپکٹر رضوی
اور موتی کے کارنامے

انصاف کا دن

* مراد کی ذہانت اور بہادری کی چونکا دینے والی داستان
خطرناک مجرموں سے مراد کا مقابلہ
* جان کو خطرے میں ڈال کر مراد نے اپنے باپ کے قاتلوں کو
ان کے انجام تک پہنچایا۔
* انصاف کی تلاش میں بھٹکنے والا لڑکا اپنی منزل تک پہنچ گیا۔
* ایک ایسی کہانی جس میں ہر لمحہ نیا ڈرامائی اور چونکا دینے والا
موڑ آتا ہے۔

ترس و محبت کی ایک ایسی کہانی جو آپ کبھی نہ بھول سکیں گے

نیا مکتبہ اقراء ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸

ابھی خوشبو نہیں تھی۔ لیکن اسے یقین تھا کہ جوتشی کا کہا غلط نہیں ہو سکتا۔ عنبر ماریا ضرور اس شہر میں آ جائیں گے۔

دیشالی شہر بہت بارونق شہر تھا۔ شام کے وقت گھروں کے باہر چراغ روشن ہو گئے۔ سپیرے نے دیکھ لیا تھا کہ ناگ دیوتا سرائے میں ٹھہرا ہوا ہے۔ وہ وہاں سے تیز تیز چلتا شہر کے سب سے بڑے سپیرے سہاک کے ڈیرے پر پہنچا۔

سہاک ایک مکار لالچی اور چالاک سپیرا تھا۔ اسے سانپوں کے کئی منتر آتے تھے اور اسے سانپوں کا بڑا تجربہ تھا۔ جب سپیرے نے اسے بتایا کہ ناگ دیوتا انسان کی شکل میں شہر میں داخل ہو گیا ہے تو مکار سپیرے سہاک کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے پوچھا۔

کہاں ہے ناگ دیوتا؟

سپیرے نے مسکرا کر کہا

"مہاراج یونہی تو میں نہیں بتا دوں گا ہاں اگر آپ مجھے ایک سو سونے کے سکے دیں تو میں ناگ دیوتا کا پتہ بتا دوں گا۔"

مکار سہاک نے اس سپیرے کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ ہانڈی میں

مکار سہاک نے کہا

"بہت اچھا میں تمہیں سونے دیتا ہوں"

سہاک اپنی کوٹھڑی میں گیا اور سونے لاکر سپیرے کو دے دیئے

"اب مجھے اس جگہ کے چلو جہاں ناگ دیوتا موجود ہے"

سپیرا سہاک کو ساتھ لے کر شہر کی کنوئیں والی سرائے میں آگیا اس نے کہا

"ناگ دیوتا اس سرائے کی کوٹھڑی میں ٹھہرا ہوا ہے۔ تم خود جاکر اپنی تسلی کرلو"

مکار سہاک نے سپیرے کو سرائے کے باہر چھپنے کو کہا اور خود سرائے میں داخل ہوگیا۔ اس نے سرائے کے مالک سے پوچھا کہ آج شام جو نیا مسافر آیا ہے وہ کہاں ٹھہرا ہے سرائے کے مالک نے ناگ کی کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا۔

کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ سہاک نے دروازے پر دستک دی۔ ناگ نے دروازہ کھولا تو اپنے سامنے ایک سیاہ فام پیلی آنکھوں والے دبلے پتلے آدمی کو کھڑے دیکھا۔ یہ سہاک تھا۔ سہاک نے ہاتھ باندھ کر کہا

"مہاراج! آپ کو اگر نوکر کی ضرورت ہو تو میں آپ کی خدمت کرنے کو تیار ہوں"

اتنی دیر میں مکار سہاک نے ناگ کی آنکھوں کو دیکھ کر فوراً معلوم کرلیا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ کیونکہ ناگ پلکیں نہیں جھپکتا تھا اور اس کی آنکھوں میں سانپ کی کشش تھی۔ ناگ نے کہا۔

"نہیں بھائی۔ مجھے کسی نوکر کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا شکریہ"

یہ کہہ کر ناگ نے دروازہ بند کرلیا۔ مگر مکار سہاک کا کام ہوگیا تھا۔ اسے جو کچھ معلوم کرنا تھا اس نے معلوم کرلیا تھا۔ اس کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ اس ناگ دیوتا کو کسی طرح قابو میں کرکے وہ اس سے زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانوں کا پتہ معلوم کرسکتا تھا اور بے انتہا دولت کما سکتا تھا اب اسے یہ فکر تھی کہ کہیں سپیرا کسی اور سے ناگ دیوتا کا ذکر نہ کردے۔ مکار سہاک نے اسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ سرائے کے باہر آیا تو پیرا جس نے سہاک کو ناگ کی خبر دی تھی کنوئیں کے پیچھے بیٹھا تھا۔ سہاک کو آتا دیکھ کر وہ اس کے پاس آیا اور بولا۔

"کیوں سہاک جی! تسلی ہوگئی آپ کی؟"

مکار سہاک نے کہا

"ہاں۔ تم نے ٹھیک کہا تھا۔ میں بہت خوش ہوں اور تمہیں اور زیادہ انعام دینا چاہتا ہوں۔ میرے ساتھ ڈیرے پر آؤ"

پیرا سہاک کے ساتھ ڈیرے پر آگیا۔

اندھیرا ہوگیا تھا۔ ڈیرے کے ایک درخت پر کوٹھڑی سے باہر مشعل روشن تھی۔ کوٹھڑی میں دیا جل رہا تھا۔ مکار سہاک نے کہا

"کوٹھڑی میں جاکر کونے والا صندوقچہ کھول کر اس میں سونے کے سکوں سے بھری ہوئی تھیلی اٹھا لاؤ۔ یہ تمہارا انعام ہے"

پیرا تو بہت خوش ہوا۔ لالچ میں آگیا اور جلدی سے کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ مکار سہاک باہر بیٹھا اپنی چھوٹی چھوٹی مونچھوں پر انگلی پھیرنے لگا۔ جس صندوقچے کی طرف اس نے لالچی پیرے کو بھیجا تھا اس میں سونے کے سکوں کی تھیلی نہیں تھی بلکہ ایک بہت ہی زبردست اور خطرناک زہریلا سانپ بند تھا جو اس نے آج ہی جنگل سے پکڑا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد کوٹھڑی میں سے پیرے کی چیخ کی آواز بلند ہوئی اور پھر گہری خاموشی چھا گئی۔ صندوقچے والے سانپ نے اپنا کام کر دیا تھا۔ مکار سہاک نے سانپ کا منکہ نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور کوٹھڑی میں آگیا۔ سانپ کا منکہ اس نے اپنے لئے نکالا تھا کہ اگر سانپ اسے ڈس دے تو وہ منکے کی مدد سے زہر باہر نکال لے گا۔ مگر سانپ پیرے کو ڈسنے کے بعد صندوقچے میں ہی رہا تھا۔

پیرے کی لاش صندوقچے کے پاس ہی پڑی تھی اور سانپ کے زہر کی وجہ سے پھولنے لگی تھی۔ مکار سہاک نے کوٹھڑی سے باہر آکر شور مچا دیا کہ سانپ نے اس کے شاگرد کو ڈس دیا ہے۔ لوگ وہاں جمع ہوگئے کسی کو سہاک پر شک نہیں پڑ سکتا تھا۔ کیونکہ وہاں سانپ اکثر ڈس دیا کرتے تھے۔ اس وقت لوگوں کی مدد سے سہاک نے پیرے کی پھولی ہوئی لاش باہر میدان میں نکالی اور اسے آگ لگا دی۔

جس شخص کو مکار سہاک کے راز کا پتہ تھا وہ مر چکا تھا۔ اب صرف سہاک ہی جانتا تھا کہ ناگ دیوتا سرائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی کوٹھڑی میں ہے۔

اس نے ناگ دیوتا کو قابو میں کرنے کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے۔ ناگ صبح کو شہر میں گھومتا پھرتا اور عنبر ماریا کی خوشبو لینے کی کوشش کرتا۔ ابھی تک عنبر ماریا شہر میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

سارا دن شہر میں پھرنے کے بعد شام کو ناگ سرائے میں آکر اپنی کوٹھڑی میں پڑا رہتا ایک روز اس نے دیکھا کہ وہی دبلا پتلا سیاہ فام آدمی باغ میں سے گزرنے والے راستے پر بے ہوش پڑا ہے۔ اصل میں یہ مکار سہاک کی ایک چال تھی۔ اس کو معلوم تھا کہ ناگ دیوتا ادھر سے گزرے گا۔ چنانچہ وہ اسے دور سے آتا دیکھ کر سڑک کنارے لیٹ گیا اور یوں ظاہر کیا جیسے وہ بے ہوش ہو گیا ہے ناگ نے قریب آکر اسے دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ وہی شخص ہے جو اس کے پاس نوکری کی تلاش میں آیا تھا اسے اس پر رحم آگیا۔ اس نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی مکار سہاک بے ہوش کہاں تھا۔ اس نے تو بے ہوشی کا ڈھونگ رچا رکھا تھا۔ فوراً ہی آنکھیں کھول کر بولا۔

"مہاراج مجھے مرنے دیں۔ میں زندہ رہنا نہیں چاہتا"
ناگ نے کہا۔

"نہیں بھائی زندگی خدا کی امانت ہے۔ تم کیوں مرنا چاہتے ہو؟"

مکار سہاک آنکھوں میں مگرمچھ کے آنسو بھر کر بولا۔

"مہاراج! کل سے بھوکا ہوں۔ شہر میں کوئی کام نہیں ملتا۔ کہاں تک بھوک برداشت کر سکتا ہوں"

ناگ نے کہا

"اچھا تم میرے پاس آجاؤ۔ میں تمہیں اپنا نوکر رکھ لیتا ہوں۔ مگر تم یہاں کب سے آئے ہو؟

مکار سہاک نے ناگ کا شکریہ ادا کیا اور بولا۔

"مہاراج! میں کئی روز سے اس شہر میں ہوں دو ایک دن کام ملا تھا۔ پھر بیکار ہو گیا۔ شہر کے لوگ مجھے جانتے بھی ہیں۔ پھر بھی یہاں کوئی کام نہیں دیتا۔

ناگ نے اسے تسلی دی اور ساتھ لے کر سرائے میں آگیا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

مکار سہاک نے کہا

"پلّی میرا نام ہے۔ مہاراج۔ میں آپ کی خدمت کیا کروں گا۔ بس مجھے دو وقت کی روٹی دے دیا کریں"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے مسکرا کر کہا

"گھبراؤ نہیں بھائی۔ میں تمہارا ہر طرح سے خیال رکھوں گا۔ جب میں شہر میں جاؤں تو تم کوٹھڑی میں رہ کر اس کی جھاڑ پونچھ کرنا"

"جو حکم مہاراج" مکار سہاک نے ہاتھ جوڑ کر کہا

اب مکار سہاک نے اپنے ڈیرے کو تالا لگا دیا اور ناگ کے پاس رہنے لگا۔ اس دوران سہاک نے اپنے گورو سپیرے کی روح کو حاضر کرنے کا وظیفہ کیا۔ یہ وظیفہ اس نے دوپہر کی تیز دھوپ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر کیا۔ وظیفے میں اس نے سارے منتر پڑھے جو اسے معلوم تھے۔ جب اس نے وظیفہ ختم کیا تو اس کے گورو سپیرے کی روح سامنے آ گئی۔

سہاک نے ناگ دیوتا کو قابو میں کرنے کی ترکیب پوچھی تو گورو سپیرے کی روح نے کہا

"تم جب اپنی جگہ سے اٹھو گے تو تمہیں وہاں ایک سیاہ موتی ملے گا۔ اس موتی کو پانی میں گھول کر کسی طرح ناگ دیوتا کو پلا دو۔ اس کے پیتے ہی ناگ دیوتا ایک سرخ سانپ کی شکل اختیار کرے گا پھر وہ تمہارے قبضے میں ہو گا۔ وہ اپنی شکل نہیں بدل

سکے گا۔ تم اسے جو کہو گے وہ کرے گا۔ وہ تمہارے حکم کا پابند ہو گا۔ مگر خبردار اس کو کسی کی جان لینے کے لئے نہ کہنا"

مکار سہاک بولا۔

"گورو دیو! میں ایسا ہی کروں گا"

گورو سپیرے کی روح غائب ہو گئی۔

مکار سہاک نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہی گھاس میں دیکھا تو وہاں فالسے کے برابر ایک سیاہ موتی پڑا تھا۔ موتی کو اٹھا کر اس نے جیب میں رکھ لیا اور خوشی خوشی ڈیرے کی طرف آ گیا۔

ناگ ابھی شہر کی آوارہ گردی سے واپس نہیں آیا تھا۔ سہاک نے جلدی سے مٹی کے ایک پیالے میں پانی بھر کر اس میں سیاہ موتی ڈال دیا۔ موتی ایک دم سے پانی میں گھل گیا مگر پانی کا رنگ بالکل نہ بدلا۔

سہاک نے پیالہ رکابی سے ڈھک کر رکھ دیا۔

باہر سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ ناگ اس گرمی میں واپس آیا تو اسے کچھ پیاس محسوس ہوئی۔ اس نے سہاک سے کہا

"پلی! تھوڑا سا پانی تو پلانا"

مکار سہاک نے فوراً سیاہ موتی والا پیالہ اٹھایا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کے پاس سے جا کر بولا۔

" مہاراج ابھی ابھی میں کنوئیں سے پانی بھر کر
تھا۔ لیجئے پیجئے۔ بڑا ٹھنڈا پانی ہے۔

ناگ کے دل میں ذرا بھی شک نہیں تھا کہ
کا نوکر اس کے ساتھ دھوکہ کر سکتا ہے۔ ناگ نے
کا پیالہ ہاتھ میں لیا اور غٹا غٹ پانی پی گیا۔

مکار سہاک دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔
پیتے ہی ناگ کو معلوم ہو گیا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے
گورو سپیرے کا منتر اس قدر تیز تھا کہ اب وہ کچھ نہیں
کر سکتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ناگ سرخ سانپ بن کر کو
کے فرش پر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے
نوکر نے مکاری کی ہے۔ مگر وہ منتروں کے اثر کی
سے اب مکار سہاک کے حکم کا پابند تھا اور ذرا ادھر
نہیں ہو سکتا تھا۔

ناگ نے جون بدلنے کی کوشش کی مگر وہ اس
کامیاب نہ ہو سکا۔ اس نے کوٹھڑی سے بھاگنے کی کوشش
کی تو اسے اپنے اردگرد ایسی لہروں کا احساس ہوا جو انتہا
گرم تھیں اور ناگ کا سرخ جسم جلنے لگتا تھا وہ بے
اور مجبور ہو کر وہیں کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اب مکار

سہاک نے ناگ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال
اور رعب سے کہا

" ناگ دیوتا! اب تم میرے غلام ہو۔ تم میری
کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ اگر تم نے میری
کے بغیر ادھر اُدھر جانے کی کوشش کی تو میرے منتر
گرم شعاعیں تمہیں جلا کر راکھ کر دیں گی۔

یہ الفاظ سہاک نے سانپوں کی زبان میں بولے تھے
نے کہا۔

" مہاراج! میں آپ کا غلام ہوں آپ جو کہیں
میں وہی کروں گا"

ناگ کو محسوس ہوا کہ اس کی اپنی قوت ارادی ختم ہو
گئی ہے اور وہ اپنے آپ بول رہا ہے۔ وہ پوری طرح
سہاک کی قید میں جکڑا جا چکا تھا۔ سہاک سپیرے
سرخ سانپ یعنی ناگ کو اٹھا کر ایک تھیلی میں ڈالا
اپنے ڈیرے میں آ گیا۔ دوپہر کے بعد وہ ناگ کو
میں بند کر کے شہر سے باہر ایک ویران کھنڈر
لے گیا۔

اسے نکال کر اپنے سامنے رکھا اور بولا۔

ناگ دیوتا! یہ کھنڈر کسی راجہ کا پرانا محل ہے لوگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہتے ہیں کہ یہاں راجہ کا خزانہ دفن ہے۔ جاؤ اور
کرکے آؤ خزانہ یہاں کس جگہ پہ دبا ہوا ہے۔ یاد
تم میری اجازت کے بغیر اگر ادھر ادھر ہوگئے تو میرے
منتر کی شعاعیں تمہیں جلا کر بھسم کر دیں گی۔

ناگ اپنے آپ سرخ سانپ کی شکل میں کھنڈر
پتھروں میں گھس گیا۔ اس نے زمین کو جگہ جگہ سونگھا
کیا۔ ایک جگہ اسے قیمتی موتیوں اور سونے کے زیوروں
خاص بُو آئی۔ اس نے واپس آکر سہاک کو بتایا کہ
کا خزانہ سوکھی ہوئی باولی کے نیچے دفن ہے۔ سہاک
خوش ہوا۔ اس نے اس جگہ نشان لگا دیا اور واپس
کوٹھڑی میں آگیا۔

آدھی رات کو سہاک نے ایک بوری اور کدال اٹھا
اور کھنڈر میں آکر سوکھی باولی کی زمین کھودنے لگا۔

تھوڑی سی زمین کھودنے کے بعد نیچے ایک پتھر
کی سِل نکلی۔ سِل کو ہٹایا تو نیچے ایک گول دیگ
بند دفن تھی اور ایک سانپ اس دیگ کی حفاظت
کر رہا تھا۔ مگر سہاک ایک تجربہ کار سپیرا تھا۔ اس کے
سارے منتر آتے تھے اس نے ایسا منتر پڑھا کہ خزانے
کا سانپ وہاں سے بھاگ گیا۔ سہاک نے دیگ کو

کھولا تو خوشی سے اچھل پڑا۔
دیگ سونے کے قیمتی زیورات اور ہیرے موتیوں کے
ہاروں سے بھری ہوئی تھی۔ سہاک نے آدھا خزانہ
بوری میں بھر لیا۔ باقی وہیں رہنے دیا اور اوپر سے مٹی
پتھر جما دیئے۔ اس نے باقی ساری رات وہیں کھنڈر میں
رہی۔ ناگ کو اس نے تھیلی میں رکھ لیا تھا۔ رات کو شہر
داخل ہونے پر سپاہی اس کی بوری تلاشی لے سکتے
دن کے وقت دروازے کے دربان کسی مسافر کی
نہیں لیتے تھے۔

چنانچہ جب دن نکلا تو سہاک سپیرے نے بوری میں
گھاس پھونس ڈالی اور سر پہ رکھ کر شہر کی طرف چلا گیا۔
شہر کے دروازے پر دربان کھڑا تھا۔ مگر اس نے بوری
کی نہ لی۔ ویسے بھی اسے بوری سے گھاس باہر نکلا نظر
آتا۔ اسے کیا خبر تھی کہ اس گھاس کے نیچے بے حد
موتی اور زیورات چھپے ہوئے ہیں۔ مکّار سہاک
ایک جوہری کے پاس سارے قیمتی زیور اور ہیرے
رات فروخت کرکے شہر کے کنارے پر ندی کے
ایک شاندار حویلی خرید لی۔ اس نے دیگ کا
سارا خزانہ بھی نکال لیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کو سہاک نے اپنی حویلی کے تہہ خانے میں
کی ہانڈی میں ڈال کر بند کر دیا ہوا تھا۔ اب وہ
ٹھاٹھ کی زندگی بسر کرنے لگا تھا۔ اس نے کئی ایک
چاکر اور کنیزیں رکھ لی تھیں اور بڑی شان
رہتا تھا۔

اس واقعے کے ایک مہینے کے بعد عنبر اور ماریا
میں داخل ہو گئے۔ اس وقت تک ماریا غیبی حال
میں نہیں تھی بلکہ زندہ لڑکی کی شکل میں تھی۔ ابھی
پر سے طلسم کا اثر نہیں اترا تھا۔ عنبر کی پوری طاقت
واپس آ چکی تھی۔ شہر میں داخل ہوتے ہی عنبر اور
کو ناگ کی خوشبو آ گئی۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔

"عنبر بھائی! ناگ اسی شہر میں ہے"

ماریا نے خوشی سے کہا۔ انہوں نے ناگ کی خو
لیتے ہوئے شہر میں چلنا شروع کر دیا۔ مگر حیرانی کی بات
تھی کہ ناگ کی خوشبو ہر جگہ ایک جیسی تھی۔ ایسا نہیں
خوشبو کسی جگہ تیز ہو جاتی ہو تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ
اسی جگہ ہو گا۔ اب شہر میں ہر جگہ چونکہ ایک جیسی
خوشبو تھی اس لئے عنبر اور ماریا یہ سراغ نہیں لگا سکتے

کہ ناگ کس جگہ پر ہو سکتا ہے خوشبو بھی ہلکی تھی۔

عنبر نے کہا۔

"ماریا! ایک بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ ناگ
اسی شہر میں ہے اب اسے تلاش کرنا
باقی ہے"

ماریا نے کہا

"میرے خیال میں وہ ضرور کسی مشکل
میں پھنسا ہوا ہے"

عنبر بولا

"ایک جیسی خوشبو صرف ایک ہی صورت میں
آ سکتی ہے کہ ناگ زمین کے اندر ہو اور اس
کی شکل سانپ کی ہو چکی ہو اور اس کی طاقت
چھین لی گئی ہو"

یہ عنبر نے اپنے تجربے کی وجہ سے کہا تھا۔ اس سے
پہلے بھی ایسا ہو چکا تھا۔

ماریا بولی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اس شہر کے سارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکانوں کے تہہ خانوں کو تلاش کرنا پڑے گا؟ اور پھر ناگ کو یہاں کس نے اس مشکل میں ڈالا ہوگا؟ ایسا آدمی کون ہو سکتا ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"یہ کام کوئی ایسا آدمی ہی کر سکتا ہے جس کو پتہ چل گیا ہو کہ ناگ اصل میں سانپ ہے اور یہ کام یا تو کوئی جادوگر کاہن کر سکتا ہے اور یا پھر کوئی سپیرا ہی کر سکتا ہے۔"

ماریا بولی۔

"تو پھر ہمیں اس شہر کے سپیروں اور کاہنوں کا کھوج لگانا چاہیئے اور ان سے پوچھ گچھ کرنی چاہیئے"

عنبر نے ہنس کر کہا۔

"جس سپیرے یا جادوگر کاہن نے ناگ کو اپنے قبضے میں کیا ہوگا وہ اتنا احمق نہیں ہو سکتا کہ ہمیں ناگ کے بارے میں بتا دے بلکہ وہ الٹا ہم پر بھی جادو کر سکتا ہے"

"تو کیا ہم ناگ کی تلاش چھوڑ دیں۔" ماریا نے کہا۔

عنبر بولا

"ایسی بات نہیں ہے ہم ناگ کو ہر حالات میں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے مگر بڑی احتیاط کے ساتھ ابھی تو ہمیں چل کر کسی سرائے میں ٹھہرنا چاہیئے۔"

سرائے کو تلاش کرتے کرتے عنبر اور ماریا اسی کنوئیں والی سرائے میں آ گئے جہاں ناگ ٹھہرا تھا۔ اس سرائے میں عنبر ماریا کو ناگ کی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔

"عنبر! ناگ کی خوشبو یہاں تیز ہو گئی ہے"

"ہاں" عنبر نے کہا۔ "میں بھی محسوس کر رہا ہوں"

انہوں نے سرائے کی ایک کوٹھڑی کرائے پر لے لی اور پھر ناگ کی خوشبو لیتے ایک کوٹھڑی میں پہنچ گئے۔ کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔ اس کوٹھڑی کی دیواروں میں سے ابھی تک ناگ کی خوشبو آ رہی تھی۔ یہ وہی کوٹھڑی تھی جہاں ناگ ٹھہرا تھا۔ عنبر نے سرائے کے مالک کے پاس جا کر پوچھا کہ اس کوٹھڑی میں پہلے کون آ کر اترا تھا؟

سرائے کا مالک بولا۔

"بھائی یہاں تو مسافر آتے جاتے ہی رہتے ہیں اب کس کس کا تمہیں بتاؤں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمہیں یاد ہے کہ کبھی یہاں سانولے رنگ کا ایک نوجوان مسافر ٹھہرا ہو؟"

سرائے کا مالک گنجے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"ارے بھائی! یہاں تو کئی سانولے رنگ کے مسافر آتے اور چلے گئے۔ اب تم میرا سر نہ کھاؤ۔ یہ میرے دھندے کا وقت ہے۔"

عنبر واپس ماریا کے پاس آگیا اور بولا

"سرائے والے نے ناگ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا مگر اس کی خوشبو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اس کوٹھڑی میں ٹھہرا تھا۔"

ماریا نے کہا

"ٹھیک ہے کل سے شہر میں ناگ کی تلاش کا کام شروع کر دیں گے۔"

دوسرے روز عنبر اور ماریا سرائے سے نکل کھڑے ہوئے۔

عنبر نے ماریا سے کہا

"میں ندی والے شہر کے علاقے میں جاتا ہوں تم راجہ کے محل والے علاقے کی طرف نکل جاؤ۔ شام کو واپس سرائے میں آکر اپنی اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔"

عنبر ندی والے علاقے کی طرف اور ماریا راجہ کے شاہی محل والے شہر کے علاقے کی جانب نکل گئی۔ ماریا کی پوزیشن اب یہ تھی کہ وہ غائب نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کا لباس اگرچہ معمولی تھا مگر چونکہ وہ بہت خوبصورت تھی۔ آنکھیں نیلی اور بال سنہری تھے اس لئے ہر کوئی اس کی طرف دیکھتا تھا۔ ماریا ایک عام عورت کی طرح کمزور تھی۔ اب اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اکیلی کسی ایک مرد کا مقابلہ کر سکتی۔ چنانچہ وہ بڑی احتیاط سے چل رہی تھی۔ اسے بار بار خیال آتا کہ کاش اس کی کھوئی ہوئی طاقت اسے دوبارہ واپس مل جائے۔

اتفاق سے اس روز شہر کے باہر ٹھگوں کا ایک گروہ جنگل میں آکر چھپ گیا تھا اور انہوں نے اپنے دو جاسوس ٹھگ شہر میں بھیجے تھے کہ جا کر پتہ کریں شہر میں کہاں کہاں دولت مند لوگوں کے مکان ہیں۔ یہ ٹھگ رات کو لوگوں کے گھروں میں ڈاکہ ڈال کر ان کی دولت لوٹ لے جاتے تھے۔ یہ بچوں اور لڑکیوں کو اغواء کر کے بھی بیچ دیتے تھے۔

جس وقت ماریا شہر کے ایک بازار میں سے ناگ کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوشبو لیتی گزر رہی تھی تو اتفاق سے دونوں جاسوس ٹھگ بھی اسی بازار میں سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے جوگیوں کا بھیس بدل رکھا تھا۔ ایک گورو بنا ہوا تھا اور دوسرا اس کا چیلا بن کر ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ ایک ٹھگ کی نگاہ ماریا پر پڑی تو اس نے دوسرے ٹھگ سے کہا

"اسے ادھر دیکھو۔ کتنی خوبصورت لڑکی جا رہی ہے بھگوان قسم اگر اسے کسی طرح اٹھا کر اپنے سردار کے پاس لے جائیں تو وہ ہمیں بڑا انعام دے گا۔"

دوسرے ٹھگ نے بھی ماریا کو دیکھا تو بولا۔

"یار سچ مچ یہ تو آکاش کی دیوی معلوم ہوتی ہے۔ نیلی آنکھیں سنہری بال۔ سردار تو اسے کسی راجہ کے پاس بیچ کر بہت بڑا انعام حاصل کر سکتا ہے۔"

پہلا ٹھگ بولا۔

"تو پھر اس کا پیچھا کرتے ہیں کہ یہ پری کس جگہ رہتی ہے۔"

انہوں نے کچھ فاصلہ رکھ کر ماریا کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔

ماریا شہر کے گلی کوچوں میں گھوم گھام کر ایک درخت

کے نیچے آکر بیٹھ گئی۔ دونوں ٹھگ بھی ایک جگہ رک کر اسے دیکھنے لگے۔ ایک ٹھگ نے کہا

"یار یہ تو اس شہر میں اجنبی لگتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ چلو اس سے بات کرتے ہیں اور موقع ملا تو بے ہوشی کی دوائی سنگھا کر اسے اٹھا کر لے جائیں گے۔"

بے ہوشی کا سفوف یہ ٹھگ لوگ ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ دونوں ٹھگ ماریا کے پاس آ گئے۔ ماریا نے دو جوگیوں کو دیکھا تو سوچا کہ انہیں ضرور یہاں کے سپیروں کے بارے میں علم ہوگا۔ بڑے ٹھگ نے ماریا کی طرف دیکھ کر اپنا ترشول لہرا کر کہا

"اوکھ نرنجن! بچہ تو کون ہے اور یہاں کیوں اداس بیٹھی ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"مہاراج! میرا ایک بھائی سپیروں کے ساتھ اس شہر میں داخل ہوا تھا۔ اب نہ جانے کہاں کھو گیا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس شہر کے سپیرے کہاں رہتے ہیں؟"

ٹھگ دل میں بڑا خوش ہوا کہ یہ چڑیا تو اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آپ جال میں پھنس رہی ہے۔ دونوں ٹھگ ماریا کے پاس بیٹھ گئے۔ بڑے ٹھگ نے کہا

"بیٹی! اس شہر میں سپیروں کا ایک ہی ڈیرہ ہے جو اس سامنے والے شمشان کے پیچھے ہے وہ لوگ میرے دوست ہیں۔ آؤ ان کے پاس چل کر تمہارے بھائی کو تلاش کرتے ہیں"

ماریا بڑی خوش ہوئی کہ اسے سپیروں کے ڈیرے کا سراغ مل گیا تھا۔ وہ دونوں ٹھگ جوگیوں کے ساتھ چل پڑی۔ ٹھگ اسے شمشان بھومی کی دیوار کے پیچھے لے گئے۔ یہاں مُردوں کو جلانے والوں نے ایک کوٹھڑی بنا رکھی تھی اس کوٹھڑی میں وہ لوگ لکڑیاں وغیرہ رکھتے تھے۔

بڑے ٹھگ نے کوٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا

"بیٹی اس کوٹھڑی میں سپیروں کا سردار رہتا ہے چلو ہم تمہیں اس سے ملاتے ہیں"

ماریا کچھ ہچکچائی مگر ناگ کو تلاش کرنے کے شوق میں وہ جوگی کے ساتھ کوٹھڑی کی طرف چلنے لگی۔ بڑے ٹھگ نے اس عرصے میں بے ہوشی کا سفوف تھیلے سے نکال کر اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ کوٹھڑی کھلی

تھی۔ جونہی ماریا چھوٹے جوگی کے ساتھ کوٹھڑی میں داخل ہوئی پیچھے سے بڑے ٹھگ نے ماریا کو جکڑ کر نیچے گرا لیا۔ ماریا نے چیخ ماری۔ تلملائی مگر اس دوران طاقتور ٹھگ اس کے ناک میں بے ہوشی کا سفوف ڈال چکا تھا۔ سفوف اتنا تیز تھا کہ ماریا اسے سونگھتے ہی بے ہوش ہو گئی۔

"اب اسے یہاں سے نکالیں گے کیسے یار؟"

"فکر نہ کرو۔ اسے ہم بوری میں ڈال کر لے جائیں گے"

انہوں نے وہیں کوٹھڑی میں پڑی ہوئی ایک بوری نکال کر جھاڑی اور بے ہوش ماریا کو اس میں ڈال کر کاندھے پر اٹھا لیا اور شہر کے دروازے کی طرف چلنے لگے دن کا وقت تھا۔ اس وقت شہر میں آنے جانے والوں پر کوئی پابندی نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ دونوں ٹھگ ماریا کو شہر سے نکال لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔

"یہ تو سونے کی کان ہمارے ہاتھ لگ گئی ہے یہاں سے فوراً اپنے اڈے پر پہنچو۔ اس کو ہوش آ گیا تو شور مچا دے گی"

ٹھگوں نے اپنا بوریا بستر اٹھایا۔ گھوڑوں پر سوار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئے اور بے ہوش ماریا کو لے کر اپنے اڈے کی طرف روانہ ہو گئے۔

ان ٹھگوں نے جنگل میں ایک جگہ پہاڑ کے اندر سرنگ میں اپنا ٹھکانہ بنا رکھا تھا اس غار کا منہ ہر وقت ایک پتھر کی بھاری سل سے بند رہتا تھا۔ ٹھگ ایک جگہ خفیہ راستے سے غار میں داخل ہوتے تھے۔ جو کوئی ادھر آتا وہ یہی سمجھتا کہ پہاڑ میں کوئی غار نہیں ہے۔ کیونکہ ٹھگوں نے اس کے قدرتی دروازے پر پتھر کی بھاری سل لگا کر اردگرد جھاڑیاں اُگا رکھی تھیں۔ یہ ٹھگ ایک عرصہ سے یہاں رہ کر اپنا مکروہ دھندا کرتے تھے۔ اس غار میں انہوں نے لوٹ مار کا کافی مال جمع کر رکھا تھا۔ گھوڑوں کو وہ جنگل میں دور ایک جگہ ندی کنارے باندھ دیا کرتے تھے۔

غار میں داخل ہونے کے تھوڑی دیر بعد ماریا کو ہوش آ گیا۔

○

ماریا کی بپتا

ٹھگوں کا سردار بڑا خطرناک آدمی تھا وہ عورتوں اور بچوں کو اغوا کر کے آگے فروخت کرنے میں بڑا ماہر تھا۔ وہ اب تک کتنے ہی بچوں اور عورتوں کو اٹھا کر فروخت کر چکا تھا۔ اس کے پاس ایک ایسی بوٹی کا سفوف تھا۔ جس کو پلا دینے سے دو مہینے کے لئے انسان اپنی یادداشت بھول جاتا تھا۔ دو ماہ تک اغوا کیا ہوا بچہ یا عورت اپنے کسی رشتہ دار یا ماں باپ کو نہیں پہچان سکتی تھی۔ بلکہ ٹھگوں کو ہی اپنا بھائی سمجھنے لگتی تھی۔

ٹھگوں کے سردار نے فوراً بوٹی کا سفوف پانی میں ملا کر بے ہوش ماریا کو پلا دیا۔ شام کے وقت ماریا کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک غار میں پڑی ہے اس پر دوائی کا اثر تھا۔ وہ اپنی یادداشت بھول چکی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے سامنے چراغ کی روشنی میں چار ٹھگ بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔ ان میں ٹھگوں کا سردار بھی تھا۔

ماریا ان کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بولی۔

"میرے بھائیو! مجھے پیاس لگی ہے"

ٹھگوں کا سردار مسکرا کر اپنی خفیہ زبان میں بولا۔

"دوستو! دوائی نے ٹھیک کام کیا ہے۔ اب یہ لڑکی ہمیں ہی اپنے رشتہ دار اور بھائی سمجھے گی"

پھر اس نے وہاں کی سنسکرت زبان میں کہا

"ہماری بچی کو پانی پلاؤ"

ماریا کو ٹھنڈا پانی پلایا گیا اور پھر اس کے آگے پھل اور روٹیاں لاکر رکھ دی گئیں۔ جنہیں ماریا بڑے شوق سے کھانے لگی تھی کہ یہی لوگ اس کے بھائی ہیں۔

دوسری طرف شام کے بعد بھی جب ماریا نہ آئی تو عنبر کو فکر ہوئی۔ وہ سرائے سے باہر نکلا تو اس نے محسوس کیا کہ فضا میں ماریا کی خوشبو بالکل نہیں ہے یہ اس یاداشت بھلانے والی دوائی کا اثر تھا۔ جس نے ماریا کی یادداشت گم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے جسم سے اٹھنے والی خوشبو کو بھی پراگندہ کر دیا تھا۔ اب یہ خوشبو خالص نہیں تھی بلکہ اس میں ملاوٹ ہو

گئی تھی۔

عنبر تو پریشان ہو گیا۔ فضا میں ناگ کی خوشبو اسی طرح تھی۔ وہ شہر میں ماریا کی تلاش کو نکل کھڑا ہوا۔ رات گئے تک وہ جگہ جگہ ماریا کو تلاش کرتا پھرا مگر اس کا کوئی سراغ نہ ملا۔ سرائے میں واپس آکر وہ سوچ میں ڈوب گیا کہ ماریا کہاں گم ہو گئی۔ یہی سوچتے سوچتے اس پر نیند چڑھ آیا۔

ایک بار پھر اس نے شہر میں ماریا کی تلاش شروع کر دی ٹھگوں کے سردار نے دو دن اپنی کمیں گاہ میں انتظار کیا۔ اس دوران اس نے اپنا ایک آدمی شاہی محل کی طرف روانہ کر دیا جس نے شاہی دربار کے ایک پروہت سے ماریا کے بارے میں بات کی۔ یہ پروہت ان ٹھگوں کے ساتھ ملا ہوا تھا اور ان سے اپنی کمیشن وصول کیا کرتا تھا۔ اب اسے معلوم ہوا کہ ٹھگوں کے سردار کے پاس ایک بہت ہی حسین لڑکی ہے اور وہ اسے راجہ کے حضور پیش کرنا چاہتا ہے تو اس نے پیغام بھجوایا کہ میں لڑکی کو راجہ کے حضور پیش کر دوں گا مگر جو انعام ملے اس کا آدھا حصہ وصول کروں گا۔

ٹھگوں کے سردار نے یہ شرط مان لی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چنانچہ تیسرے دن ٹھگوں کا سردار ماریا کو نئے کپڑے پہنا کر ایک پالکی میں سوار کروا کر خود شاہی پروہت کے مکان پر آگیا۔ شاہی پروہت راجہ کا بہت منہ چڑھا تھا۔ اس نے راجہ سے پہلے ہی سے بات کر رکھی تھی کہ اس ایک بھائی راجہ کے حضور پیش کرنے کے لئے ملک کافرستان سے ایک حسین ترین کنیز لا رہا ہے۔

شاہی پروہت نے ماریا کو دیکھا تو اس کی خوبصورتی دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس نے ٹھگوں کے سردار کو حویلی میں ٹھہرایا۔ ماریا پر دوائی کا اثر تھا چنانچہ اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے وہ بڑی خوش تھی اور ٹھگوں کے سردار کو بھائی بھائی کہہ کر بلاتی۔

دوسرے روز شاہی پروہت نے راجہ کے حضور ماریا کو پیش کیا اور کہا

"مہاراج! یہ کافرستان کی پری ہے۔ میرا بھائی اسے آپ کی خدمت کے لئے لایا ہے اسے قبول فرمائیں"

راجہ بھی ماریا کے حسن سے بڑا متاثر ہوا۔ اس نے کہا

"پروہت جی! یہ تو آکاش کی دیوی ہے۔ اسے اپنے شاہی محل کی خاص کنیز کا درجہ دیتے ہیں"

راجہ نے پروہت کو موتیوں کا تھال بھر کر دیا اور ماریا کو کہہ کر بوڑھی اور تجربہ کار کنیز کے حوالے کر دیا کہ آج سے اس کا نام دیوی ہوگا۔

ٹھگوں کے سردار نے اپنے حصے کا آدھا انعام وصول کیا اور شہر سے نکل گیا۔ ماریا راجہ کے شاہی محل میں آگئی۔ محل کے اندر چڑیا بھی نہیں پھٹک سکتی تھی۔ چاروں طرف اونچی دیوار تھی۔ جس پر سپاہی پہرہ دیتے تھے محل کے بڑے دروازے پر بھی سخت پہرہ رہتا تھا۔

عنبر عجیب مشکل میں پھنس گیا تھا۔ شہر کی فضا میں ماریا کی خوشبو نہیں تھی وہ اسے کہیں نہیں ملی تھی۔ مگر محل کی خوشبو برابر آرہی تھی۔ وہ اس شہر کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔

اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ناگ اور ماریا کو حاصل کئے بغیر وہاں سے ہرگز نہیں جائے گا۔ اب وہ خود شہر میں سپیرے کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ شہر میں اسے کوئی بھی سپیرا نظر نہ آیا۔ اسی طرح دس بارہ روز گذر گئے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ شہر میں افواہ پھیل گئی کہ راجہ کی رانی سخت بیمار ہے۔ حکیم اور وید اس کا علاج کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اور رانی بس مرنے ہی والی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا۔ اس کے دل میں رانی کے لئے بڑی ہمدردی پیدا ہوگئی۔ اس نے سوچا کہ رانی کا علاج کرنا چاہیئے۔ ہوسکتا ہے۔ وہیں سے ناگ اور ماریا کا کوئی سراغ مل جائے۔

عنبر سیدھا راجہ کے محل کے دروازے پہ جا پہنچا۔ اس نے دربان سے کہا کہ وہ جڑی بوٹیوں کا ماہر حکیم ہے اور رانی صاحبہ کی بیماری کا علاج کرسکتا ہے۔ دربان نے وزیر خاص کو اطلاع کی۔ وزیر خاص نے راجہ سے بات کی۔ راجہ تو رانی کی بیماری سے پریشان تھا۔ اس نے فوراً عنبر کو بلا لیا اور کہا

"تم کون ہو اور کس طرح میری رانی کا علاج کرو گے؟"

عنبر بولا۔

"مہاراج! میں جڑی بوٹیوں کا ماہر حکیم ہوں اور اس شہر میں ایک مسافر ہوں۔ رانی صاحبہ کی بیماری کا سن کر ان کا علاج کرنے حاضر ہوا ہوں۔ مجھے رانی صاحبہ کو ایک نظر دیکھنے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔"

راجہ عنبر کو ساتھ لے کر رانی کے کمرے میں آگیا۔

یہاں رانی ایک پلنگ پہ لیٹی تھی دو کنیزیں اس کے سرہانے کھڑی مورپنکھا ہلا رہی تھیں۔ رانی کا چہرہ زرد تھا۔ آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے۔ جسم نڈھال اور کمزور تھا۔ عنبر نے رانی کی نبض دیکھی۔ نبض ڈوب رہی تھی عنبر نے رانی کی آنکھوں کو غور سے دیکھا اور سمجھ گیا کہ اس بیماری کا کیا علاج ہے اس نے راجہ سے کہا۔

"مہاراج! مجھے اسی وقت بھونج پتر، نیل کنٹھ کا جگر اور کنول پھول کا ایک ڈنٹھل منگوا کر دیا جائے۔"

شاہی محل میں کسی چیز کی کمی تھی۔ فوراً یہ چیزیں حاضر کر دی گئیں۔ عنبر نے ان سب کو سل پر پسوا کر اس کا سفوف بنایا اور رانی کو اس کی ایک خوراک پلائی۔ چند لمحوں میں ہی رانی کے چہرے کا رنگ پھر گیا۔ زردی دور ہوگئی۔ جسم میں سرخ خون گردش کرنے لگا۔

راجہ بے حد خوش ہوا۔ اس نے عنبر سے کہا

"بیٹا تمہاری دوا نے تو کمال کر دکھایا۔ ہم تمہیں منہ مانگا انعام دیں گے۔"

عنبر بولا۔

"مہاراج مجھے انعام کا لالچ نہیں ہے۔ میں تو محض انسانی ہمدردی کے جذبے سے علاج کر رہا ہوں۔ مگر ابھی رانی صاحبہ پوری طرح سے ٹھیک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں ہوئیں"
راجہ بولا۔

" تو کیا ابھی ہماری رانی کی زندگی خطرے میں ہے ؟"
عنبر نے کہا

" نہیں مہاراج۔ زندگی خطرے سے باہر ہے مگر ان کے گلے میں کسی بن بیاہی لڑکی کے سنہری بالوں کی ایک لٹ باندھنا بہت ضروری ہے اگر محل میں کسی کنواری لڑکی کے سنہری بال ہوں تو اس کی ایک لٹ چاہیئے"

راجہ کو فوراً دیوی کا خیال آگیا۔ اس نے حکم دیا۔

" ہماری خاص کنیز دیوی کو فوراً حاضر کیا جائے اس کے بال سنہری ہیں"

اسی وقت دیوی یعنی ماریا کو حاضر کر دیا گیا۔ ماریا کو دیکھتے ہی عنبر چونک اٹھا۔ مگر اس نے انتہائی ضبط و تحمل اور عقلمندی سے کام لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ کسی نے ماریا کو اغواء کر کے شاہی محل میں پہنچا دیا ہے۔ اب اسے ہوشیاری سے کام لینا تھا۔ کیونکہ راجہ اس سے کہہ چکا تھا کہ وہ اسے منہ مانگا انعام دے گا مگر عنبر کو ایک بات پر سخت حیرت ہوئی کہ ماریا نے عنبر کی طرف دیکھ کر کسی قسم کے ردعمل یا اشتیاق کا اظہار نہیں کیا تھا۔ وہ اس کی طرف یونہی خالی خالی اور اجنبی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

راجہ نے عنبر سے کہا

" بیٹا یہ ہماری کنیز خاص دیوی ہے۔ اس کے بالوں کی ایک لٹ اپنے ہاتھ سے کاٹ کر اسے ہماری رانی کے گلے میں لٹکا دو۔ تاکہ ہماری رانی صحت یاب ہو سکے"

عنبر نے خنجر لیا اور ماریا کے قریب جا کر اس کے بالوں کی لٹ تھام کر سرگوشی میں بولا

" ماریا! تمہیں کیا ہو گیا ہے تم نے مجھے پہچانا نہیں"

ماریا نے غصے میں کہا

" مجھے نہیں معلوم تم کون ہو۔ خبردار جو مجھے ہاتھ لگایا"

عنبر پیچھے ہٹ گیا۔ راجہ نے بڑی شفقت سے کہا

" دیوی! رانی صاحبہ کی صحت یابی کے لئے تمہارے سنہری بالوں کی ایک لٹ چاہیئے۔ حکیم صاحب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو لے لینے دو"
ماریا نے کہا

" مہاراج! رانی صاحبہ کے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے"

اور ماریا نے اپنے بالوں کو آگے بڑھاتے ہوئے عنبر سے کہا

" کاٹ لو حکیم جی"

عنبر شش و پنج میں پڑ گیا کہ یہ ماریا کو کیا ہو گیا ہے! کہیں اسے کچھ پلا تو نہیں دیا گیا؟ یا اس پہ کوئی طلسم تو نہیں کر دیا گیا؟ بہرحال عنبر کو ماریا مل گئی تھی۔ اسے اس بات کی بے حد خوشی تھی۔ اس نے ماریا کے بالوں کی ایک لٹ کاٹ لی۔ بالوں کی لٹ کو ایک سفید رومال میں باندھا اور رانی کے گلے میں لٹکا دیا۔

" مہاراج! کل تک رانی صاحبہ بالکل بھلی چنگی ہوں گی"

راجہ نے اپنے گلے سے موتیوں کی مالا اتار کر عنبر کے گلے میں ڈال دی اور کہا

" بیٹا تم حکیم بھی ہو مگر نوجوان ہو۔ ہم اپنے وعدے پر قائم ہیں۔ ہم تمہیں منہ مانگا انعام دیں گے۔ مانگو کیا مانگتے ہو؟"

عنبر اسی موقع کی انتظار میں تھا۔ اس نے کہا

مہاراج! اگر آپ نے قول دیا ہے تو پھر میں آپ سے اس سنہری بالوں والی کنیز کو مانگتا ہوں۔ یہ کنیز دیوی مجھے بخش دی جائے۔

راجہ نے مسکراتے ہوئے کہا

" بیٹا! مجھے دیوی کنیز تمہیں بخش دینے میں کوئی عذر نہیں۔ میں اپنا قول پورا کرنے کو تیار ہوں مگر ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ اس کے لئے کنیز کی مرضی معلوم کرنا ضروری ہوتی ہے۔ اگر کنیز یہ کہہ دے کہ وہ تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن اگر کنیز تمہارے ساتھ جانے پہ راضی نہ ہوئی تو پھر وہ تمہارے حوالے نہیں کی جائے گی۔

عنبر تو چکر میں پڑ گیا۔ ماریا اس کی طرف اجنبی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ عنبر کو یقین تھا۔ کہ ماریا انکار نہیں کرے گی۔ اس نے کہا

" دیوی سے پوچھ لیا جائے مہاراج"

راجہ نے دیوی سے پوچھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیوی! کیا تم اس نوجوان حکیم کے ساتھ جانے کو تیار ہو؟"

ماریا تو عنبر کو پہچان ہی نہیں رہی تھی۔ اس نے کانوں پر ہاتھ لگا کر کہا

"ہرگز نہیں مہاراج! میں اس کے ساتھ نہیں جانا چاہتی۔ مجھے آپ اپنے قدموں میں ہی رہنے دیں"

راجہ نے اب عنبر کی طرف دیکھا اور کہا

"بیٹا! تم نے سن لیا کہ ہماری کنیز دیوی تمہارے ساتھ جانے پر راضی نہیں ہے۔ ہم اسے مجبور نہیں کر سکتے۔ ہماری شرط تم نہیں پوری کر سکے۔ اس لئے ہم اس کنیز کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتے ہاں اس کے سوا تم کوئی دوسرا انعام ہم سے مانگ سکتے ہو"

عنبر سمجھ گیا تھا کہ ماریا پر کسی طلسم کا اثر ہے۔ وہ اس کے قریب رہ کر اس کے طلسم کو سمجھ سکتا تھا اور اس کا علاج کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے کہا

"مہاراج! اگر یہ کنیز میرے پاس نہیں آتی تو کوئی بات نہیں۔ پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے محل میں درباری حکیم بن کر رہ سکوں"

راجہ بولا

"اس سے تو ہمیں بڑی خوشی ہوگی۔ تم بڑے شوق سے ہمارے درباری حکیم بن کر ہمارے محل میں رہ سکتے ہو"

ماریا چلی گئی۔ عنبر کو شاہی محل میں ایک مہمان خانہ عطا کر دیا گیا۔ عنبر کی یہ ڈیوٹی تھی کہ دن میں ایک بار رانی اور راجہ کا آکر معائنہ کرتا۔ رانی دیکھتے ہی دیکھتے صحت مند ہو گئی۔ راجہ عنبر سے بے حد خوش تھا۔ عنبر پر محل میں کوئی پابندی نہیں تھی وہ جس وقت اور جب چاہے راجہ سے ملاقات کر سکتا تھا۔ مگر عنبر کو راجہ رانی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ تو ماریا کے قریب رہ کر اس کے طلسم کا کھوج لگا کر اس کا توڑ کرنا چاہتا تھا۔

مگر ماریا تو عنبر کے سائے سے بھاگتی تھی۔ محل کے باغ میں جب عنبر ماریا کے قریب جانے کی کوشش کرتا تو وہ بھاگ جاتی۔ ایک بار عنبر نے ماریا کو پکڑ لیا تو ماریا نے اس کو دھکا دے کر غصے میں کہا

"میں راجہ سے تمہارے خلاف شکایت کروں گی"

عنبر نے کہا

"مجھے معاف کر دو دیوی۔ آئندہ میں تمہیں کبھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچھ نہیں کہوں گا"

کیونکہ یہ کوئی اچھی بات نہیں تھی کہ راجہ کو پتہ چل جائے کہ عنبر نے محل کی کنیز کو پکڑا تھا۔ اب وہ ماریا کے قریب جانے کا کوئی دوسرا طریقہ سوچنے لگا۔

اس بات کا علم درباری پروہت کو بھی ہو گیا کہ جو عنبر نام کا نیا درباری حکیم آیا ہے وہ ماریا کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ اسے فکر پڑ گئی کہ کہیں وہ اپنی کسی دوائی سے ماریا کی یادداشت واپس نہ لے آئے۔ یادداشت واپس آجانے سے ماریا راجہ کو بتا سکتی تھی کہ اسے ٹھگوں نے اغوا کیا تھا اور شاہی پروہت کے ذریعے اسے راجہ کے حضور پیش کیا تھا اور پروہت نے اپنی کمشن وصول کی تھی۔

پروہت کے پاس ٹھگ سردار کی دی ہوئی یادداشت گم کر دینے والی دوا موجود تھی۔ اس نے بوڑھی کنیز سے ساز باز کر کے ماریا کو دو مہینے گزرنے سے دو دن پہلے ہی وہ دوا ایک بار پھر دھوکے سے پلا دی۔ اب وہ عنبر کے خلاف کوئی ایسی چال چلنا چاہتا تھا کہ جس کے نتیجے میں راجہ اس سے ناراض ہو کر اسے محل سے نکال دے

پروہت نے ایک سازش تیار کی۔ پروہت کو معلوم تھا کہ راجہ جادو طلسم کے سخت خلاف ہے اور ملک میں کسی کو جادو طلسم کی اجازت نہیں تھی۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو فلاں شخص جادوگر ہے اور دوسرے پر جادو کرتا ہے تو اسے موت کی سزا دی جاتی تھی۔

پروہت نے جادو ٹونہ کرنے کی چیزیں کسی طرح سے جمع کر کے انہیں عنبر کے مکان میں رکھوا دیا۔ یہ ساری چیزیں پروہت نے عنبر کے مکان کی پچھلی کوٹھڑی میں سامان کے نیچے چھپا کر رکھوائی تھیں۔ اب اس نے راجہ کے کان بھرے۔ وہ راجہ کے پاس گیا اور اسے کہا کہ شاہی حکیم عنبر چھپ چھپ کر راج پاٹ کے خلاف جادو ٹونہ کرتا ہے۔ راجہ تو پروہت کا منہ تکنے لگا۔

"نہیں پروہت جی! عنبر شاہی حکیم ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کو معلوم ہے کہ جادو کرنے والے کو ہم موت کی سزا سناتے ہیں۔"

پروہت نے بڑی مکاری سے ہاتھ باندھ کر کہا

"مہاراج! مجھے بڑی پکی خبر ملی ہے کہ شاہی حکیم عنبر آپ کے خلاف جادو کر رہا ہے"

راجہ نے کہا

"تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟"

پروہت بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ثبوت یہ ہے کہ شاہی حکیم عنبر کے مکان کی تلاشی لی جائے وہاں سے جادو کرنے کا سامان نکل آئے گا"

راجہ نے اسی وقت عنبر کے شاہی مکان پر چھاپہ مارا۔ سپاہیوں کے ساتھ راجہ خود گیا۔ عنبر اپنے کمرے میں ہی تھا۔ راجہ اور سپاہیوں کو آتے دیکھ کر وہ باہر آ گیا۔

" مہاراج! خیریت تو ہے۔ آپ کیسے تشریف لائے مجھے حکم کر کے بلا لیا ہوتا"

راجہ نے کہا

" بات ہی ایسی تھی کہ ہمیں خود آنا پڑا۔ سنو! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم اپنے مکان میں ہمارے خلاف جادو ٹونہ کرتے ہو۔ کیا یہ سچ ہے؟

عنبر نے کہا

" مہاراج! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے خلاف جادو ٹونہ کروں؟ یہ بات کسی دشمن نے آپ کے کان میں ڈالی ہو گی"

راجہ نے کہا

" دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کرنے کے لئے ہمیں تمہارے مکان کی تلاشی لینی ہو گی"

عنبر بولا۔

" مہاراج شوق سے تلاشی لیجئے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"

عنبر بالکل مطمئن تھا۔ اسے پورا یقین تھا کہ اس کے مکان میں کچھ بھی نہیں ہے راجہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ مکان کی ایک ایک جگہ کی تلاشی لی جائے۔ پروہت سپاہیوں کے ساتھ تھا۔ وہ ادھر ادھر کی تلاشی لینے کے بعد بیدھا کوٹھڑی میں داخل ہو گیا اور جب سپاہیوں کے ساتھ باہر نکلا تو بولا۔

" مہاراج ثبوت مل گیا ہے۔

سپاہیوں نے جادو کا سامان یعنی انسانی کھوپڑی، ہڈیاں، منکے، ترشول، رنگدار دھاگوں کی لڑیاں، تانبے کے بت اور کوڑیاں کوٹھڑی سے برآمد کر کے راجہ کے آگے ڈال دیں۔ اس زمانے میں ان ہی چیزوں کی مدد سے جادو کیا جاتا تھا۔ راجہ کو تو حیران ہونا ہی تھا۔ عنبر بھی دنگ رہ گیا۔ کیونکہ یہ سامان اس نے نہیں رکھا تھا۔ کسی نے رکھوا دیا تھا۔ اسے پروہت پر شک ہوا۔ مگر سوال یہ تھا کہ پروہت نے ایسا کیوں کیا؟

راجہ آگ بگولا ہو کر بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عنبر! ہمیں تم سے یہ امید نہیں تھی تم ہمارے خلاف بغاوت کر رہے تھے۔ جادو کے ذریعے ہماری سلطنت کا تختہ الٹنا چاہتے تھے۔ ہم تمہیں موت کی سزا دیتے ہیں"

راجہ نے اسی وقت اعلان کر دیا کہ شاہی حکیم عنبر کو تخت و تاج کے خلاف سازش اور جادو کرنے کے جرم میں صبح سورج نکلتے ہی شہر کے دروازے پر پھانسی دے کر اس کی لاش سارا دن دروازے میں لٹکائی رکھی جائے گی۔

عنبر نے اپنی بے گناہی میں کچھ کہنا چاہا مگر راجہ چلا گیا۔ سپاہیوں نے اسی وقت عنبر کو گرفتار کر لیا۔ عنبر وہاں سے ایک سیکنڈ میں فرار ہو سکتا تھا مگر وہ ماریا کو شاہی محل میں اور ناگ کو اس شہر میں چھوڑ کر وہاں سے فرار نہیں ہونا چاہتا تھا۔ کیونکہ ناگ کی خوشبو ابھی تک شہر کی فضا میں رچی ہوئی تھی۔

اس نے اپنی سزا کو قبول کر لیا۔ مرتو وہ ابھی نہیں سکتا تھا۔ اس نے ایک ترکیب ذہن میں سوچی اور خاموشی سے سپاہیوں کے ساتھ شاہی محل کے قید خانے میں آ کر بیٹھ گیا۔ دوسرے دن اسے موت کی سزا دی جانے والی

تھی۔ راتوں رات شہر کے بڑے دروازے پر پھانسی کی رسّی لٹکا دی گئی۔ دن چڑھا تو عنبر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے چھکڑے میں ڈال کر شہر کے بڑے دروازے پر لایا گیا۔

لوگوں کا ہجوم لگا ہوا تھا۔ عنبر کے گلے میں رسّی کا پھندا ڈال کر اسے لٹکا دیا گیا۔ عنبر کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور وہ جھولنے لگا۔ اس کو کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ مگر اس نے یہی ظاہر کیا جیسے وہ تڑپ رہا ہے اور پھر یوں ساکت ہو گیا جیسے مر گیا ہے

دن بھر عنبر دروازے میں لٹکا رہا۔ اس نے اپنے جسم کو پتھر بنا لیا تھا بھلا پتھر کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو راجہ کے حکم پر عنبر کی "لاش" کو دروازے پر سے اتار کر چھکڑے میں ڈالا گیا اور اسے شہر کے ایک ویران میدان میں گڑھا کھود کر دفن کر دیا گیا۔ عنبر زمین کے اندر دبا پڑا تھا۔

جب اس نے محسوس کیا کہ آدمیوں کے قدموں کی آوازیں زمین پر دور چلی گئی ہیں اور ہر طرف سناٹا چھا گیا ہے تو عنبر نے اندر سے مٹی پرے ہٹانی شروع کر دی وہ تھوڑی ہی دیر بعد زمین کے اندر سے نکل کر باہر آ گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ اور شہر کے مکانوں اور شاہی محل کی کھڑکیوں میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ عنبر اٹھ کر چلتا ہوا درختوں میں آکر بیٹھ گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ رات گزر جائے اور پھر شہر میں داخل ہو۔ کیونکہ رات کے وقت شہر کے دروازے بند ہو جاتے اور وہاں پہرہ لگ جاتا تھا۔ عنبر نے اس گڑھے کو مٹی سے دوبارہ بھر کر درست کر دیا تھا جس میں اسے دفن کیا گیا تھا تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔ پھر اس نے سوچا کہ اگر وہ اس حلیے میں شہر میں داخل ہوا تو شاہی محل کے لوگ اور پروہت اسے پہچان لے گا۔ اسے اپنا حلیہ بدلنے کی ضرورت تھی۔

چنانچہ جب دن کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تو عنبر دریا کی طرف نکل گیا جو کھیتوں سے دور بہتا تھا۔ یہاں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں ماہی گیر رہتے تھے۔ عنبر نے ایک ماہی گیر کے ساتھ اپنے کپڑے بدلے۔ فقیروں کا تھیلا گلے میں لٹکایا۔ ماتھے پر تلک لگایا اور ایک فقیر کا حلیہ بنا کر شہر کی طرف چلا۔

وہ اب پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ اس نے اپنے بالوں کا بھی جوڑا بنا کر اپنے سر کے اوپر باندھ لیا تھا جس طرح کہ اس زمانے کے فقیروں کا رواج ہوا کرتا تھا۔ ہاتھ میں بانس کی چھڑی پکڑ لی تھی۔ عنبر اس شہر میں رہ کر ماریا اور ناگ تک پہنچنے کی کوئی ترکیب سوچنا چاہتا تھا۔ ناگ کی خوشبو ابھی تک شہر میں پھیلی ہوئی تھی۔ ماریا کی خوشبو نہیں تھی۔

عنبر ایک فقیر کے لباس میں شہر کے دروازے میں سے گزر گیا۔ وہ شاہی محل سے دور ہی شہر کے ایک علاقے کی طرف گھوم گیا۔

دور کھیتوں میں ایک ندی بہہ رہی تھی۔ عنبر ندی کے کنارے بیٹھ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ اتنے میں ایک سپیرا بین بجاتا اس کے قریب سے گزرا۔ عنبر کو خیال آگیا کہ کیوں نہ اس سے ناگ کے بارے میں پوچھا جائے۔

عنبر نے سپیرے کو پرنام کیا اور کہا

"بابا! تم سپیرے ہو۔ میں فقیر ہوں۔ یہ بتاؤ کہ اس شہر میں تمہارے علاوہ بھی کوئی سپیرا رہتا ہے"

سپیرا بولا۔

"جوگی جی! میں تو شہر میں باہر سے آیا ہوں۔ یہاں سنا ہے ایک ہی سپیرا رہا کرتا تھا مگر اب تو وہ بہت دولت مند بن گیا ہے ایک شاندار محل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں رہتا ہے۔ سُنا ہے اسے کوئی خزانہ ہاتھ لگا تھا۔"

عنبر نے پوچھا

"اس کا محل کہاں ہے بابا"

سپیرے نے ایک طرف درختوں میں اشارہ کیا جن کے پیچھے مکار سپیرے سہاک کی شاندار حویلی کا باغ نظر آرہا تھا۔

"وہ اس محل میں رہتا ہے۔ پہلے اس کا نام سہاک تھا اب لوگ اسے ٹھاکر سہاک کہتے ہیں کیونکہ وہ بہت امیر ہو گیا ہے"

عنبر کے دل میں خیال آیا کہ ہو سکتا ہے۔ اس سپیرے نے ناگ کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہو اور اسی کی مدد سے کوئی قیمتی خزانہ حاصل کر لیا ہو۔ عنبر نے سپیرے کا شکریہ ادا کیا اور ٹھاکر سہاک کی حویلی کی طرف چل دیا۔

حویلی کے اردگرد سرسبز باغ تھا جس میں پھول کھلے تھے۔ حویلی بڑی عالی شان تھی۔ نوکر باغ میں کام کر رہے تھے۔ ایک دربان دروازے پر کھڑا تھا عنبر نے اس کو پرنام کیا اور کہا۔

"اپنے مالک سے جاکر کہو کہ ہمالیہ کے پہاڑوں سے ایک جوگی اس کے لئے خاص تحفہ لے کر آیا ہے"

عنبر نے ندی کنارے سے ایک خاص بوٹی توڑ کر تھیلے میں رکھ لی تھی۔ یہ بوٹی بڑی عام تھی مگر لوگوں کو اس کے فائدوں کا پتہ نہیں تھا۔

دربان بولا۔

"جاؤ بھائی جاؤ اپنا کام کرو۔ ہمارا ٹھاکر تم ایسے فقیروں سے ملاقات نہیں کرتا"

عنبر نے کہا

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ٹھاکر کو جاکر خبر کرو"

عنبر کی آواز اتنی رعب دار تھی کہ دربان نے فوراً ٹھاکر سہاک کو جاکر اطلاع کر دی۔ ٹھاکر نے کہا

"اسے اندر بھیج دو"

عنبر فقیرانہ لباس میں ٹھاکر سہاک کے سجے سجائے خوبصورت کمرے میں آیا تو اس نے دیکھا کہ ٹھاکر سہاک ایک ریشمی گدیلے والے تخت پر بیٹھا ہے اور دو نوکر اس کے پاؤں داب رہے ہیں۔ ٹھاکر سہاک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا

"کہو جوگی جی! کیا تحفہ لائے ہیں آپ میرے لیے؟"

عنبر نے پرنام کیا اور کہا

"ٹھاکر! ان لوگوں کو یہاں سے چلتا کرو تو میں تمہیں اپنا تحفہ پیش کروں۔"

ٹھاکر سہاک نے نوکروں کو وہاں سے رخصت کر دیا۔

○

غیبی آواز

ٹھاکر سہاک نے عنبر سے پوچھا

"اب کہو کونسا تحفہ لائے ہو تم؟"

عنبر نے تھیلے میں سے برشگالی بوٹی نکال کر ٹھاکر سہاک کو پیش کی تو وہ ہنس کر بولا۔

"جوگی جی! یہ تو معمولی بوٹی ہے اور جنگل میں ہر جگہ مل جاتی ہے۔ تم کیا سوچ کر اسے میرے لئے توڑ لائے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

ٹھاکر! اس بوٹی کو سبھی جانتے ہیں مگر اس میں خاص بات کیا ہے یہ سوائے میرے دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

ٹھاکر سہاک عنبر کو تکنے لگا۔ اصل میں اس بوٹی میں کوئی خاص بات نہیں تھی یہ ایک عام بوٹی تھی مگر عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی کرامت اس بوٹی کے حوالے سے دکھانا چاہتا تھا۔

"مجھے بتاؤ اس میں کونسی خصوصیت ہے؟" ٹھاکر سہاک نے پوچھا۔

عنبر نے کہا

"دیکھنے میں یہ ایک عام بوٹی ہے مگر مجھے ایک منتر آتا ہے۔ اگر وہ منتر پڑھ کر اس پر پھونکا جائے اور پھر اسے پانی میں گھول کر پانی پی لیا جائے تو آدمی میں اتنی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ موت بھی اسے نہیں مار سکتی۔"

یہ سن کر ٹھاکر سہاک نے طنزیہ انداز میں کہا

"جوگی جی لگتا ہے تم مجھ سے مذاق کرنے آئے ہو۔ میرے پاس مذاق کے لئے وقت نہیں۔ تم جا سکتے ہو۔"

مگر عنبر جانے کے لئے نہیں آیا تھا۔ اس نے کہا

"مہاراج! آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ پانی کا ایک پیالہ منگوائیں۔"

مکار ٹھاکر سہاک نے سوچا کہ تجربہ کروا کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ اس نے پانی کا پیالہ منگوایا اور عنبر کے کہنے پر نوکر کو وہاں سے باہر بھیج دیا۔ اب وہ دونوں کمرے میں اکیلے تھے۔ عنبر نے بوٹی کو پانی میں ڈال دیا پھر منہ ہی منہ میں یونہی کوئی اوٹ پٹانگ منتر پڑھا اور پانی کے پیالے پر پھونک ماری اور کہا۔

ٹھاکر! اب اس میں وہ طاقت آ گئی ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔

عنبر نے فوراً پیالے کا سارا پانی پی لیا۔ پیالہ خالی کر کے الگ رکھ دیا اور بولا۔

"اب میرے اندر بے پناہ طاقت آ چکی ہے۔ اپنا خنجر نکالو۔"

ٹھاکر سہاک ابھی تک یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ جوگی اس سے مذاق کر رہا ہے مگر وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر یہ جوگی کہاں تک اسے بیوقوف بنا سکتا ہے۔ اس نے خنجر نکال لیا۔ عنبر نے اپنا بازو آگے کر دیا اور بولا

"میرے بازو پر پورے زور سے خنجر کا وار کرو۔"

ٹھاکر سہاک ہچکچایا۔ عنبر نے کہا

"جو میں کہتا ہوں وہی کرو ٹھاکر۔ تم دیکھ لو گے کہ جو میں کہتا ہوں وہ جھوٹ نہیں ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے اپنے جسم کو پتھر بنا لیا تھا۔ ٹھاکر سہاک نے خنجر کی نوک عنبر کی کلائی پر رکھی اور ذرا سا خنجر کو دبایا۔ اسے محسوس ہوا کہ خنجر کھال کے اندر نہیں جا رہا۔ عنبر نے مسکرا کر کہا

"ٹھاکر! اور زور سے دباؤ۔ تم میں جتنی طاقت ہے خرچ کر دو۔"

ٹھاکر سہاک نے پوری طاقت سے عنبر کی کلائی پر خنجر کا وار کیا۔ مگر خنجر ٹوٹ گیا اور عنبر کی کلائی پر ذرا سا بھی اثر نہ ہوا۔ اب تو ٹھاکر سہاک کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے اس قسم کا جادو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ عنبر نے بڑی شان سے گردن اٹھا کر پوچھا۔

کہو ٹھاکر کیا اب بھی تمہیں یقین نہیں آیا؟

ٹھاکر سہاک نے عنبر کے پاؤں پکڑ لئے اور بولا۔

"مہاراج تم تو بڑے کرنی والے جوگی ہو مجھے وہ منتر بتا دو جو تم نے پڑھ کر اس بوٹی پر پھونکا تھا۔ میں تمہیں منہ مانگا انعام دوں گا۔"

عنبر مسکرایا۔

ٹھاکر! یہ منتر اتنا سستا نہیں ہے کہ میں ہر کسی

کو بتاتا پھروں۔ اس کے لئے بھاری تپسیا کرنی ہوگی"

ٹھاکر بولا۔

مگر مہاراج تم تو میرے لئے یہ تحفہ لائے تھے۔

عنبر نے کہا

"ٹھاکر تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں یہ بوٹی اور منتر تمہارے لئے ہی لایا ہوں مگر اس کے لئے تمہیں دو مہینے کی ریاضت اور تپسیا کرنی ہوگی۔ پھر کہیں جا کر تمہاری زبان میں وہ اثر پیدا ہوگا کہ تم جب منتر پڑھ کر بوٹی پر پھونکو گے تو پانی میں اثر آ جائے گا۔"

پہلے تم دو مہینے میری نگرانی میں تپسیا کرو۔ پھر میں تمہیں یہ طلسمی منتر بتاؤں گا۔

ٹھاکر سہاک نے سوچا کہ یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔ اس کا کیا جائے گا۔ وہ ریاضت کر سکتا تھا۔ پہلے بھی وہ ماہر سپیرا تھا اور اسے کئی منتر یاد تھے۔ اس نے عنبر کے ہاتھوں کو چوم لیا اور بولا۔

"مہاراج! میری خوش قسمتی ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لائے۔ آپ میرے مہمان بن کر حویلی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہیں۔ میں آپ کی نگرانی میں ریاضت کروں گا۔"
عنبر یہی چاہتا تھا۔ عنبر کو اس حویلی میں سے ناگ
کی خوشبو برابر آ رہی تھی اور اس نے محسوس کیا تھا
کہ یہ خوشبو تھوڑی سی تیز تھی۔ اس نے کہا

"ٹھیک ہے ٹھاکر! ہم تمہاری حویلی میں اس
وقت تک رہیں گے جب تک تم ریاضت کا
وظیفہ پورا نہیں کر لیتے۔ جب تمہارا وظیفہ، تمہاری
تپسیا مکمل ہو جائے گی تو میں تمہیں طلسمی منتر بتا
کر چلا جاؤں گا۔"

عنبر کو حویلی میں ایک خوبصورت کمرہ دے دیا گیا۔
عنبر نے یونہی جھوٹ موٹ ٹھاکر سہاک کو دو تین منتر
بتائے اور کہا

"آدھی رات کو جب سارے لوگ سو جائیں تو تم
حویلی کی چھت پر اکیلے بیٹھ کر ایک ہزار بار ان
منتروں کا ورد کرنا۔ یہ کام تم دو مہینے تک کرو گے
اس کے بعد میں تمہیں وہ منتر بتا دوں گا جس کے اثر
سے تم غیر فانی بن جاؤ گے۔"

ٹھاکر سہاک بے حد خوش ہوا۔ اس نے عنبر کو نئی
پوشاک دی مگر عنبر نے کہا۔

"ہم فقیروں کے لباس میں ہی رہیں گے ٹھاکر!
ہمیں یہی لباس پسند ہے۔"

ٹھاکر سہاک نے رات کو وظیفہ شروع کر دیا۔ وہ
آدھی رات کے وقت حویلی کی چھت پر گیا اور ایک ہزار
بار منتروں کا ورد کر کے نیچے اتر کر اپنے کمرے میں
جا کر سو گیا۔

اسی طرح جب چار پانچ راتیں گزر گئیں تو عنبر
صبح کے وقت ٹھاکر سہاک کے کمرے میں گیا۔ مکار
سہاک نے اٹھ کر عنبر کا استقبال کیا۔

"تشریف لائیے جوگی مہاراج!"

ٹھاکر سہاک نے عنبر کو بتایا کہ وہ پوری ذمہ داری
سے رات کو منتر کا جاپ کر رہا ہے۔

عنبر نے کہا

"ٹھاکر! ایک مشکل پڑ گئی ہے۔"

مکار سہاک نے تشویش کے ساتھ پوچھا

"کونسی مشکل مہاراج؟"

عنبر بولا۔

"ٹھاکر! رات میرے گورو میرے خواب میں آئے
تھے انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اس علاقے میں کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایسا سانپ چھپا ہوا ہے جو سانپ نہیں، بلکہ کوئی آدمی ہے جس نے سانپ کی شکل اختیار کر رکھی ہے،،

مکار سہاک تو یہ سن کر حیران رہ گیا کہ اس جوگی کو ناگ دیوتا کے بارے میں کیسے پتہ چل گیا؟ اسے یقین ہوگیا کہ واقعی یہ جوگی غیب کا حال جانتا ہے اور بہت کرنی والا فقیر ہے ٹھاکر تو اس کا اور زیادہ عقیدت مند ہوگیا اور بولا۔

" مہاراج! آپ کے گورو نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ میری حویلی میں ایک ایسا سانپ موجود ہے جو اصل میں ایک انسان ہے،،

عنبر خوشی سے جھوم گیا۔ اس کا تیر ٹھیک نشانے پر جا کر لگا تھا۔ اسے ناگ کا سراغ مل گیا تھا۔ مگر عنبر نے اپنی خوشی کو ظاہر نہ ہونے دیا اور بولا۔

" میرے گورو نے کبھی جھوٹ نہیں بولا،،

ٹھاکر سہاک نے کہا۔

لیکن مہاراج اس میں مشکل کیا آن پڑی ہے؟ کیا اس سانپ کی وجہ سے میرا وظیفہ ناکام ہو جائے گا کیا میں غیر فانی انسان نہیں بن سکوں گا؟

عنبر بولا۔

ٹھاکر! میرے گورو نے کہا ہے کہ جب تک وہ اس حویلی میں انسانی سانپ موجود ہے۔ ٹھاکر کا وظیفہ کامیاب نہیں ہوگا۔ اس لئے فوراً اس سانپ کو یہاں سے نکال کر جنگل میں کسی جگہ جا کر چھپا دو۔ جب تمہارا وظیفہ مکمل ہو جائے تو اسے دوبارہ واپس لے آنا۔

ٹھاکر سہاک پر عنبر کا بے حد اثر ہو چکا تھا اس نے فوراً کہا

مہاراج! میں ابھی اس سانپ کو نکال کر جنگل میں چھپا آتا ہوں۔ آپ یہاں بیٹھیں۔ میں سانپ کو لاتا ہوں۔،،

عنبر اطمینان کے ساتھ وہاں بیٹھا رہا۔ ٹھاکر نیچے تہہ خانے میں گیا۔ وہاں ہانڈی میں ناگ سُرخ سانپ کی شکل میں بند تھا۔ اس نے ناگ کو پیتل کی گڑوی میں ڈالا اور عنبر کے پاس لا کر بولا۔

" مہاراج! اس گڑوی میں وہ سانپ بند ہے جو اصل میں ایک انسان ہے۔ آیئے۔ اب اسے جنگل میں لے جا کر جہاں آپ کہتے ہیں چھپا دیتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب عنبر کو ناگ کی بھرپور خوشبو آرہی تھی۔ دوسری طرف ناگ نے بھی عنبر کی خوشبو محسوس کر لی تھی۔ عنبر نے گڑوی کا ڈھکنا کھول کر دیکھا۔ ناگ سرخ سانپ کے روپ میں عنبر کو تکنے لگا۔ دونوں دوستوں کی نگاہیں ملیں تو دونوں کو بڑی خوشی ہوئی۔ عنبر نے سانپ کی زبان میں سرگوشی میں ایک سسکار سی بھر کر کہا

"ناگ! گھبراؤ نہیں۔ میں آگیا ہوں"

ناگ نے بھی سانپ ہی کی زبان میں جواب دیا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تمہاری شکل دیکھنے کو ملی"

ان کی باتوں کو ٹھاکر سہاک نہ سمجھ سکا عنبر نے کہا

"ٹھاکر تمہیں جنگل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے میں خود اس سانپ کو جنگل میں جا کر کسی جگہ چھپا آؤں گا۔"

"جیسی آپ کی مرضی مہاراج" ٹھاکر سہاک نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

اگرچہ یہ سہاک بے حد ہوشیار چالاک اور مکار شخص تھا مگر عنبر نے اسے ایسا جادو دکھایا تھا اور اوپر سے انسانی سانپ کی موجودگی کے بارے میں اپنے گورو کی ایسی خبر بتادی تھی کہ یہ مکار شخص اس کا معتقد بن گیا۔ اس نے وہ گڑوی عنبر کے حوالے کر دی جس میں ناگ بند تھا۔ عنبر گڑوی لے کر جنگل کی طرف چل دیا۔

شہر سے دور ایک جگہ پہنچ کر عنبر نے ناگ کو گڑوی میں سے باہر نکالا اور پوچھا۔

"ناگ! یہ کیا مصیبت آن پڑی ہے تم پر؟ تم انسانی روپ میں واپس کیوں نہیں آتے ہو؟"

ناگ بولا۔

عنبر بھائی یہ باتیں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ ماریا اور کیٹی کہاں ہیں؟ وہ خیریت سے تو ہیں تھیو سانگ کہاں ہے؟"

عنبر نے ماریا کے بارے میں ساری کہانی بیان کر ڈالی اور بتایا کہ اس پر کسی نے طلسم کر دیا ہے اور وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھی ہے اور راجہ کے محل میں دیوی کنیز کے نام سے موجود ہے مگر وہ کسی کو نہیں پہچانتی ہے۔ مجھے بھی نہیں پہچانتی۔ پھر ناگ نے اپنے بارے میں عنبر کو بتایا اور کہا

"اب اس مکار ٹھاکر کی بات سنو۔ یہ بڑا سنگدل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور قاتل سپیرا ہے اس نے مجھے ضرور انسان سے سانپ میں تبدیل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ پھر اس نے میرا پیچھا کیا اور مجھ پر ایک ایسا منتر پھونک دیا ہے کہ جس کی وجہ سے میری طاقت سلب کر لی گئی ہے۔ میں کسی بھی شکل میں نہیں آ سکتا۔

میری طاقت واپس آنے کا منتر بھی اسی مکار شخص کے پاس ہو گا۔ تم نے مجھے آزاد تو کرا دیا ہے لیکن اب کسی طریقے سے اس مکار سے یہ پوچھو کہ وہ منتر کونسا ہے۔ جس کے پڑھنے سے میری طاقت مجھے واپس مل جائے گی"

عنبر نے کہا

"تم فکر نہ کرو۔ میں یہ کام بھی ضرور کر لوں گا یہ شخص میرے اثر میں ہے۔ تم اب اس درخت کے نیچے آرام کرو۔ میں تمہارے پاس آ کر اسی جگہ مل جایا کروں گا"

پھر عنبر نے ناگ سے پوچھا

"کیا تم کسی دوسرے سانپ سے مدد نہیں لے سکتے؟ آخر تم ناگ دیوتا ہو"

ناگ نے کہا

منتر کے توڑ کا صرف مکار ٹھاکر سہاک ہی کو علم ہے۔ کسی سانپ کو معلوم نہیں کہ میں کس طرح دوبارہ انسانی شکل اختیار کر سکتا ہوں۔ اس طرح کسی دوسرے سے مشورہ لینا بے کار ہے۔ یہ کام تم ہی کو کرنا ہو گا عنبر"

عنبر بولا

"کوئی بات نہیں۔ میں ٹھاکر سہاک سے خفیہ منتر معلوم کر لوں گا۔"

پھر وہ کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ انہیں کچھ خبر نہیں تھی کہ کیٹی کو خلائی بونی مخلوق اٹھا کر اپنے سیارے پر لے جا چکی ہے اور تھیوسانگ دور ایک کھاڑی میں ساحل کارومنڈل کے ایک تاجر کی بیٹی کے ساتھ کسی جہاز کا انتظار کر رہا تھا۔

عنبر نے پھر پیتل کی گڑوی تو زمین میں دفن کر دی اور ناگ کو جنگل میں چھوڑ دیا۔ جانے سے پہلے اس نے ناگ سے کہہ دیا کہ وہ اس درخت کے آس پاس ہی رہے۔ کیونکہ وہ جب بھی آیا اسی درخت کے نیچے آ کر اسے آواز دے گا۔

واپس آ کر عنبر نے چالاک اور مکار ٹھاکر سہاک کو یہی بتایا کہ اس نے سانپ کی گڑوی کو ایک جگہ جنگل میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زمین کے اندر دبا دیا ہے۔ سہاک کو اب ناگ کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ اس نے ناگ کی مدد سے زمین کے اندر چھپا ہوا سارا خزانہ نکلوا لیا تھا۔ اب تو اس نے ویسے ہی ناگ کو قید کر رکھا تھا کہ شاید کبھی اس کی ضرورت پڑ جائے۔ اس نے عنبر سے کہا

"مہاراج اب تو وظیفہ کامیاب ہو جائے گا۔"

عنبر نے جواب دیا۔

"کیوں نہیں۔ دو مہینے گزرنے کے بعد تم میں اتنی طاقت آ جائے گی کہ تم کو دنیا کی کوئی چیز ہلاک نہیں کر سکے گی۔"

ٹھاکر سہاک بہت خوش ہوا۔

عنبر اسی کی حویلی میں رہنے لگا تھا۔ اسے اس بات کا انتظار تھا کہ ٹھاکر سہاک کے وظیفے کو مزید کچھ دن گزر جائیں تو اس سے ناگ کے منتر کی بات کی جائے اور اس سے وہ منتر معلوم کیا جائے۔ جس کے پڑھنے سے ناگ کی کھوئی ہوئی طاقت واپس آ جائے۔

دوسری طرف ماریا راجہ کے محل میں دیوی کے نام سے کنیز بن کر راجہ اور رانی کی خدمت کر رہی تھی۔ اس پر دوائی کا ابھی تک اثر تھا۔ پروہت اس کی برابر نگرانی کرتا رہتا تھا۔ ایک دن رانی صاحبہ نے دیوی یعنی ماریا کو بلایا اور کہا۔

"دیوی! آج ہم بھگوان کے اوتار سوریا کے مندر میں پوجا کرنے جائیں گے تم بھی ہمارے ساتھ چلنا۔"

ماریا رانی کی بھی خاص کنیز تھی۔ شام کو وہ بھی رانی کے ساتھ شاہی پالکی میں سوار ہو کر سوریا کے مندر میں پہنچ گئی۔ ماریا نے سونے کا تھال تھام رکھا تھا۔ جس میں چاندی کے سکے بھرے تھے۔ یہ سکے اس نے رانی کے حکم سے پجاری کو دے دیئے۔

سوریا کا بت سورج کی طرح گول بنا ہوا تھا۔ جس کے درمیان میں سوراخ تھا رانی بت کے آگے ہاتھ باندھ آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئی اور پوجا کرنے لگی۔ ماریا کی چونکہ اپنی کوئی یادداشت نہیں تھی۔ اس لئے وہ بھی بت کے آگے بیٹھ گئی۔ مگر اس کی سمجھ میں نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ رہا تھا کہ وہ کیا پڑھے ۔ اس کے منہ سے یونہی نکل گیا۔

" سوریا دیوتا مجھے بھی خدا کے حکم سے روشنی عطا کر"

اس وقت ماریا کی دعا خداوند کریم نے قبول کر لی اور سوریا دیوتا پر اپنی روشنی نازل کر دی ۔ کیونکہ بت میں تو کچھ نہیں ہوتا۔ کائنات کی ہر شے پر اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت ہے ۔ ماریا کی نیت بڑی نیک تھی اور اس نے خدا کو یاد کرنے اور اس کا واسطہ دے کر سوریا دیوتا سے روشنی طلب کی تھی ۔ وہ دعا کے قبول ہو جانے کا وقت تھا۔

چنانچہ ایسا ہوا کہ سوریا دیوتا کے سوراخ میں سے روشنی کی ایک تیز شعاع نکل کر ماریا کے جسم پر پڑی ۔ یہ شعاع خدا کے حکم سے نمودار ہوئی تھی اس نے ماریا کے جسم پر پڑتے ہی اسے غائب کر دیا۔ غائب ہوتے ہی ماریا پر دوائی کا اثر بھی غائب ہو گیا اور اس کی ساری یاداشت واپس آ گئی ۔

اس نے تعجب سے آس پاس دیکھا کہ وہ کہاں آ گئی ہے اور عنبر کہاں ہے ۔ اسے اس بات کی بے حد خوشی ہوئی کہ وہ غائب ہو گئی تھی اور اس کی کھوئی ہوئی طاقت اسے واپس مل گئی تھی۔ بت میں آتی روشنی بھی غائب ہو گئی ۔ رانی کو یہ روشنی نظر نہیں آئی تھی ۔ اس نے پوجا کرنے کے بعد دیکھا کہ اس کی کنیز دیوی وہاں پر نہیں ہے اس نے دوسرے نوکروں سے پوچھا

دیوی کہاں چلی گئی ؟

نوکروں نے کہا کہ ابھی ابھی وہ یہاں پر تھی

اب ماریا کو سب کچھ معلوم ہو گیا کہ اسے ٹھگوں کے سردار نے یاداشت گم کر دینے والی دوائی پلا کر راجہ کے پاس فروخت کر دیا تھا اور عنبر بھی وہاں آیا تھا۔ پھر اسے یہ بھی یاد آ گیا کہ اسے پروہت نے ایک بار پھر وہی دوائی دی تھی تاکہ اس کی یاداشت واپس نہ آ جائے ۔

ماریا کو غائب ہوتے ہی عنبر اور ناگ کی خوشبو بھی آنے لگی تھی۔ اسے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ عنبر اور ناگ اسی شہر میں تھے۔ اس نے رانی کو تو مندر میں ہی چھوڑ دیا اور عنبر کی خوشبو لیتی شہر کی طرف چل پڑی۔ اس نے ایک جگہ چوک میں کھڑی ہو کر سونگھا۔ ناگ کی خوشبو جنگل کی طرف سے اور عنبر کی خوشبو شہر کے پچھم کی طرف سے آ رہی تھی

ماریا نے سوچا کہ اسے پہلے عنبر کی طرف چلنا چاہیئے چنانچہ اس نے عنبر کی خوشبو کے ساتھ ساتھ چلنا شروع

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر دیا۔ یہ خوشبو اسے ٹھاکر سہاک کی حویلی کے باغ میں سے آ رہی تھی۔ عنبر باغ کے کونے میں بیٹھا تھا کہ ایک دم چونک اٹھا۔ ماریا کی تیز خوشبو آ رہی تھی۔

ماریا اس کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔

ماریا! مجھے خوش خبری سناؤ کہ یہ تم ہی ہو۔

ماریا نے ہنس کر کہا

ہاں عنبر میں ماریا ہی ہوں۔

"خدایا تیرا شکر ہے۔ تمہاری طاقت کیسے واپس آ گئی"

ماریا عنبر کے قریب بیٹھ گئی اور اسے ساری داستان سنائی۔ عنبر نے اسے اپنی اور پھر ناگ کی کہانی بھی سنا دی۔

اتنے میں ٹھاکر سہاک دور سے آتا نظر آیا عنبر نے کہا۔

"یہی وہ مکار سپیرا ہے جس نے کسی خفیہ منتر سے ناگ کی طاقت اس سے چھین لی ہے"

ماریا نے کہا

"تم کہو تو میں اس کے منہ پہ زور کا مکا ماروں؟"

عنبر بولا۔

"نہیں نہیں۔ ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں اس سے اس خفیہ منتر کا توڑ معلوم کرنا ہے جس نے ناگ کی طاقت کھو رکھی ہے"

ٹھاکر سہاک بڑے قیمتی لباس میں تھا اور اس کے لباس میں سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں۔ عنبر نے کہا

ٹھاکر جی! کہاں جا رہے ہیں بن سنور کر؟

ٹھاکر سہاک نے کہا

"مہاراج! آج میرے ایک دوست کے ہاں دیوتا سوریا کے حضور ایک ہرنی کے بچے کی قربانی دی جانے والی ہے۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔"

عنبر بولا

"ہرنی کے بچے کی قربانی میں ایسی کونسی خاص بات ہے ٹھاکر جی؟

ٹھاکر سہاک نے کہا

"خاص بات یہ ہے مہاراج کہ یہ ہرنی کا بچہ اپنی ماں ہرنی کی آنکھوں کے سامنے قربان کیا جائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گا۔ یہ ہماری ایک پرانی رسم ہے اور ہم سال میں ایک بار ادا کرتے ہیں۔

ماریا کو سخت غصہ آیا کہ یہ ظالم لوگ ہرنی کے معصوم بچے کو اس کی ماں کی آنکھوں کے سامنے قربان کر رہے ہیں۔ عنبر نے کہا

"ٹھیک ہے ٹھاکر جی۔ آپ جائیں میں تو یہاں باغ کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھا ہوں۔

جب ٹھاکر سہاک پالکی میں بیٹھ کر حویلی سے چلا گیا تو ماریا نے کہا

"میں ہرنی کے معصوم بچے کی جان بچانے جا رہی ہوں"

عنبر بولا۔

"ارے تمہیں کیا پڑی ہے ماریا۔ رک جاؤ"

مگر ماریا جا چکی تھی۔ عنبر کو ماریا کی خوشبو دور ہوتی محسوس ہوئی۔ ماریا نے دیکھا کہ ٹھاکر سہاک چاندی کے چھت والی پالکی میں بڑی شان سے بیٹھا بازار میں چلا جا رہا ہے۔ پالکی چار مزدوروں نے اٹھا رکھی تھی۔ ماریا پالکی کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ وہ چونکہ غائب تھی اس لیے اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ماریا نے بازار میں چلتے چلتے دیکھا کہ ایک کھلونوں کی دکان کے باہر ایک بچہ بڑی حسرت سے مٹی کے رنگدار کھلونوں کو تک رہا ہے۔ بچے کے کپڑوں سے لگتا تھا کہ وہ غریب ماں باپ کا بچہ ہے۔ اتنے میں دکاندار نے چھڑی ہلا کر بچے سے کہا

"چل بے گندے بچے بھاگ جا یہاں سے"

بچہ بڑی امید بھری نظروں سے رنگین مٹی کے کبوتر کو تک رہا تھا۔ ماریا کو اس بچے پہ بڑا ترس اور دکاندار پہ غصہ آیا۔ وہ لپک کر دکان میں گئی اور اس نے رنگدار کبوتر اٹھا لیا۔ دکاندار نے اچانک رنگدار کبوتر کا کھلونا غائب ہوتے دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ اسے بچے پہ شک ہوا۔ اس نے بچے کو گردن سے پکڑ کر گھسیٹ لیا اور تھپڑ مار کر چلایا۔

کیوں بے میرا کھلونا تم نے چرایا ہے؟ نکال میرا کبوتر"

بچہ رونے لگا۔

ماریا کو طیش آگیا اس نے دکاندار کو دھکا دیا وہ پیچھے جا گرا اور چیخ کر بولا۔

ارے اس بچے میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی؟ یہ کوئی جن بھوت ہے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے دکاندار کے کان کے پاس منہ لے جا کر کہا۔

"بھوت بچہ نہیں۔ بھوت میں ہوں اور تمہاری موت بن کر آئی ہوں"

دکاندار کا رنگ زرد ہوگیا۔ اس کا جسم خوف کے مارے لرزنے لگا کیونکہ وہ جس عورت کی آواز سن رہی تھا وہ اسے نظر نہیں آرہی تھی۔ اس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

"یم دوت جی! مجھے معاف کر دیں۔ میری جان نہ لیں۔ مجھے معاف کر دیں۔

ماریا نے کہا

"تو پھر اس بچے کی جھولی کھلونوں سے بھر دے اور اسے چاندی کے سکے بھی دے دے"

دکاندار کپکپاتے ہوئے بولا۔

"جو حکم یم دوت جی"

وہ سمجھ رہا تھا کہ اس کی موت کا فرشتہ آگیا ہے۔ دکاندار نے فوراً کھلونے اٹھا کر بچے کی جھولی میں بھر دیئے وہ بے حد خوش ہوا۔ دکاندار نے چاندی کے سکے بھی بچے کو دیئے۔ بچہ تو خوش خوش وہاں سے بھاگ گیا۔

ماریا نے دکاندار کی گردن پر ایک ہلکا سا تھپڑ مار کر کہا۔

خبردار آئندہ کسی بچے پر ظلم نہ کرنا

کبھی نہیں۔ کبھی نہیں دیوی جی۔

دکاندار نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

ماریا چلی گئی تو لوگوں نے دکاندار سے پوچھا کہ تم کس سے باتیں کر رہے تھے اور تم نے بچے کو اتنے کھلونے کیوں دے دیئے؟ دکاندار نے کانوں پر ہاتھ لگا کر کہا

"بھائیو! میں موت سے بچا ہوں۔ مجھے مبارک دو ابھی موت میرا گلا دبانے آئی تھی۔ لوگ کھل کھلا کر ہنسنے لگے کہ دکاندار دیوانہ ہے۔

ماریا سیدھی ٹھاکر سہاک کی پالکی کے پاس آگئی۔

اس وقت پالکی ایک گلی میں داخل ہو رہی تھی اس گلی میں ایک چار منزلہ حویلی تھی۔ پالکی اس حویلی کی ڈیوڑھی میں جاکر رک گئی۔ ٹھاکر کے دوست کا نام پنڈت دیا پرشاد تھا۔ پنڈت نے بھی ریشمی لباس پہن رکھا تھا۔ دونوں دوست تپاک سے ملے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک کمرے میں دیوتا کا بت رکھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے چوکی پڑی تھی چند ایک گھر کے آدمی وہاں صبح سے بھجن گا رہے تھے۔

ماریا چپکے سے ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

قربانی کی تیاری شروع ہو چکی تھی۔ اتنے میں دو آدمی ایک ہرنی اور اس کے بچے کو پکڑ کر لے آئے۔ بچہ بڑا ننھا سا اور نازک تھا۔ وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اپنی ماں کی طرف تک رہا تھا۔ ماں کی آنکھوں میں خوف بھی تھا اور بچے کی ممتا بھی تھی وہ سمجھ گئی تھی کہ اس کو اور اس کے بچے کو قربان کیا جا رہا ہے۔

پنڈت کے حکم پر ہرنی کے بچے کو بت کے آگے چوکی پر لٹا دیا گیا۔ ایک موٹی توند والا آدمی چاقو لے کر ہرنی کے بچے کی طرف بڑھا۔ ہرنی کا بچہ ممیا رہا تھا۔ اس کی ماں کو ظالم بچے کے سامنے لے آئے تھے۔ یہ بہت بڑا ظلم تھا۔ یہ بڑے ظالم لوگ تھے ماریا کو سخت غصہ آ رہا تھا۔ وہ بھی آگے بڑھ گئی۔ ہرنی کے بچے کی ماں دکھ بھری بے بس نظروں سے اپنے معصوم بچے کی طرف دیکھ رہی تھی مگر کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

عین جس وقت موٹی توند والا بجاری ہرنی کے بچے پر چاقو چلانے والا تھا ماریا نے اس کے ہاتھ سے چاقو چھین کر اس کی پیٹھ پر زور سے لات ماری۔ بجاری تو پھسلتا ہوا آگے کو جا گرا۔ ماریا نے ہرنی کے بچے کو اٹھا لیا۔

ہرنی کا بچہ ماریا کی گود میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ سب لوگ ہکا بکا ہو کر رہ گئے کہ ہرنی کا بچہ کہاں گم ہو گیا۔ انہیں ہرنی کے بچے کی ہلکی ہلکی آواز ضرور آ رہی تھی۔ ہرنی کی ماں ابھی تک پریشان تھی۔

ٹھاکر سہاک نے ہاتھ جوڑ کر کہا

"ہے سوریا دیوتا تو نے قربانی قبول کر لی۔ ہرنی کے بچے کو خود ہی اٹھا لیا۔ تیری جے ہو۔"

ماریا نے آواز کو بھاری بنا کر کہا

"اگر پھر تم لوگوں نے کسی جانور کو یہاں لا کر کاٹا تو میں تمہارے گھروں کو آگ لگا دوں گا۔"

سب کے سب سجدوں میں گر پڑے اور رو رو کر کہنے لگے۔

"سوریا دیوتا! ہم قسم کھاتے ہیں کہ پھر کسی جانور کو قربان نہیں کریں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے اسی بارعب آواز میں کہا

" اس موٹی توند والے پجاری سے کہو کہ ایک ہزار بار مکان کی سیڑھیاں چڑھے اور اترے"

پجاری تھر تھر کانپ رہا تھا۔ پنڈت اور ٹھاکر نے پجاری سے کہا

" پجاری! یہ سوریا دیوتا کا حکم ہے۔ فوراً حویلی کی سیڑھیاں چڑھنا اترنا شروع کر دو"

پجاری بھی خوف زدہ تھا۔ فوراً سیڑھیاں چڑھنے لگا دس بار چڑھا اترا ہوگا کہ دھم سے فرش پر گرا اور بے ہوش ہوگیا"

ماریا نے ہرنی کا بچہ زمین پر رکھ دیا۔ وہ سب کو نظر آنے لگا۔ ہرنی کی ماں اپنے بچے سے لپٹ گئی ماریا نے رعب دار آواز میں کہا۔

" میں جا رہا ہوں خبردار جو کسی نے اس ہرنی اور اس کے بچے کو کچھ کہا۔

" کبھی نہیں سوریا دیوتا۔ کبھی نہیں۔ سب نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

ماریا پنڈت کی حویلی کی ڈیوڑھی میں سے نکل کر باہر جا رہی تھی کہ اسے ایک آواز آئی۔

" ماریا! تم نے دیوتا کی قربانی میں خلل ڈالا ہے"

ماریا نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کو کوئی نظر نہ آیا۔ یہ کوئی غیبی آواز تھی۔ ماریا نے کوئی پروا نہ کی اور ڈیوڑھی کے دروازے کی طرف بڑھی مگر ایکدم سے وہ جیسے شیشے کی ایک دیوار سے ٹکرا گئی۔ اس نے شیشے کی دیوار میں سے شعاع بن کر نکل جانا چاہا مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ اب تو وہ پریشان ہوگئی۔

اس کو وہی غیبی آواز پھر سنائی دی۔

"ماریا! تم میری اجازت کے بغیر یہاں سے نہیں نکل سکو گی"

ماریا نے کہا

" تم جو کوئی بھی ہو مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

غیبی آواز نے کہا

" ڈیوڑھی کے کونے میں ایک طاق بنا ہوا ہے۔ وہاں آؤ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں"

ماریا مجبور ہوگئی تھی کیونکہ وہ ڈیوڑھی سے باہر کی طرف نہیں جا سکتی تھی۔ ماریا نے ایک بار پھر پیچھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو دوڑنے کی کوشش کی مگر اس کے پیچھے بھی شیشے کی سخت پتھر جیسی دیوار تھی ۔ وہ رُک گئی ۔ غیبی آواز نے کہا

"جیسا میں کہتا ہوں ویسے ہی کرو ۔ تم میری اجازت کے بغیر یہاں سے نہیں جا سکو گی ۔"

ماریا ڈیوڑھی کے کونے والے طاق کے پاس آ گئی اس نے دیکھا کہ طاق میں لوہے کا ایک پیالہ زیتون کے تیل سے بھرا ہوا پڑا تھا اور اس میں تانبے کا ایک بُت ڈوبا ہوا تھا ۔

غیبی آواز نے کہا

"اس تیل میں اپنی انگلی ڈبوؤ ۔"

ماریا نے کہا

"میں ایسا نہیں کروں گی ۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور مجھے تم نے کس لئے قید کیا ہے ؟"

غیبی آواز نے جواب دیا ۔

"تم نے سوریا دیوتا کی قربانی نہیں ہونے دی ۔ تمہیں اس کے عوض کفارہ ادا کرنا ہو گا ۔"

ماریا نے پوچھا

"کونسا کفارہ ؟"

غیبی آواز نے کہا

"یہ تم نے تیل کے پیالے میں انگلی ڈالو گی تو تمہیں پتہ چلے گا ۔"

ماریا نے سوچا کہ انگلی پیالے میں ڈالنے سے ہو جائے گا اور پھر اگر کوئی کفارہ ادا کرنا ہی گیا تو وہ کفارہ ادا کر دے گی ۔ اس سے زیادہ یہ ہی شخص اس کے ساتھ اور کیا کرے گا ۔

ماریا نے پیالے میں انگلی ڈبو دی ۔

انگلی کے ڈبوتے ہی ماریا کے جسم میں جیسے چنگاریاں ٹوٹنے لگیں ۔ تیل کے پیالے میں جو تانبے کا بُت تھا ۔ اس میں جان پڑ گئی اور وہ پیالے سے ل کر ماریا کے ماتھے سے جا کر چپک گیا ۔

ماریا کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور پھر ی میں ایک گول سوراخ بن گیا جس میں سے نیلا ھواں نکل رہا تھا ۔ ماریا جیسے اپنے آپ فضا میں ڈ ہوئی اور کسی غیر معمولی طاقت نے اسے سوراخ کے اندر دھکیلنا شروع کر دیا ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کے سوراخ میں داخل ہوتے ہی طاق کا سوراخ اپنے آپ بند ہوگیا۔ ماریا جیسے کسی گہرے غار میں اترتی چلی گئی۔ دھواں آہستہ آہستہ کم ہو رہا تھا اب ماریا نے دیکھا کہ وہ ایک ایسی جگہ آگئی ہے جہاں زمین پر جگہ جگہ تکونے مینار بنے ہوئے ہیں ان کے درمیان چھوٹے چھوٹے بادلوں کے سفید ٹکڑے تیرتے پھر رہے ہیں۔ ماریا اپنے آپ آگے ہی آگے بڑھ رہی تھی۔

ان تکونے میناروں میں سے گزرتی وہ ایک بہت بڑی شارک مچھلی کے کھلے منہ کے سامنے آگئی۔ مچھلی کا منہ غار کی طرح کھلا تھا اور اس کے دانت دور پیچھے تک چلے گئے تھے۔ غار کے اندر اندھیرا تھا ماریا غار کے اندر آہستہ آہستہ اڑنے لگی۔ کچھ دور جانے کے بعد روشنی ہوگئی۔ ماریا نے دیکھا کہ چاروں طرف دیواریں ہیں۔ ان دیواروں میں پتھروں کی جگہ انسانی جسم کی ہڈیاں اور کھوپڑیاں لگی تھیں۔

ماریا نے ایک ہڈی کو ہاتھ لگایا تو آواز آئی۔

" مجھے کیوں پریشان کرتی ہو۔ مجھے موت کی نیند سونے دو۔ تم بھی بہت جلد یہاں آرہی ہو۔ اس دیوار میں تمہاری ہڈیاں بھی چُن دی جائیں گی۔

ماریا خوفزدہ ہوکر پیچھے ہٹ گئی۔

اس کے ساتھ ہی دیواریں ایک طرف کو ہٹ گئیں اور سات ایسے آدمی اندر داخل ہوئے جن کے سروں پر لمبے لمبے سینگ تھے اور جنہوں نے ہاتھوں میں کلہاڑے تھام رکھے تھے۔ ان کے بھاری بھاری جسم سیاہ تھے۔ آنکھیں لال لال ڈورانی تھیں۔ انہوں نے ماریا کو گھیر لیا۔

ماریا نے کہا

" میں یہاں کس لئے لائی گئی ہوں" میں نے تمہارے دیوتا کی قربانی میں خلل نہیں ڈالا بلکہ ایک معصوم ہرنی کے بچے کو موت کے منہ میں جانے سے بچایا ہے"

اسے وہی غیبی آواز پھر سنائی دی۔

" تم نے دیوتا کی قربانی کی توہین کی ہے تمہیں اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔"

اس کے ساتھ ہی ساتوں آدمیوں نے ماریا کے گرد رقص کرنا شروع کردیا۔ ماریا پریشان ہوکر فرش پر بیٹھ گئی۔ دو خوفناک آدمیوں نے ماریا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ماتھے پر سے تانبے کے بُت کا پترا اتار لیا۔ تانبے کے پترے کے اترتے ہی ماریا کے جسم میں بھڑکتی چنگاریاں بجھ سی گئیں۔

ماریا ابھی تک غائب تھی مگر بُت کے پترے کے اترتے ہی وہ ظاہر ہوگئی۔

اب ایک بھیانک شکل والا دیو نما آدمی قہقہہ لگاتا دیوار میں سے نکل کر ماریا کی طرف بڑھا اور بولا۔

" تمہیں قتل کر کے تمہاری ہڈیوں کو اس دیوار میں لگا دیا جائے گا ماریا۔ یہی تمہارا کفارہ ہوگا "

ماریا کی تو چیخ نکل گئی۔

" نہیں نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گی"

یہ کہہ کر ماریا پیچھے کو بھاگی۔ لیکن وہ اب ایک کمزور عورت بن چکی تھی آدمیوں نے اسے جکڑ لیا اور گھسیٹتے ہوئے غار کی ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں لے گئے۔ یہاں ایک بڑے سے پتھر پر ماریا کو باندھ کر لیٹا دیا گیا۔ بھیانک دیو نما آدمی نے حکم دیا۔

" اس کی زندگی کا چراغ گل کر دو"

اس حکم کے ساتھ ہی ایک آدمی کلہاڑا لئے ماریا کی طرف بڑھا۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لئے عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۱۱۸ مُردے کی موت پڑھیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے نام

پیارے انکل! السلام علیکم کے بعد عرض ہے امید ہے انکل آپ خیریت سے ہوں گے دیگر احوال یہ ہے کہ انکل ویسے بڑے ہی افسوس کی بات ہے۔ میں نے آپ کو خط لکھا لیکن آپ نے جواب نہیں دیا۔ آپ تو کہتے ہیں کہ جب بھی کوئی خط ہم کو ملے ہم جواب ضرور ہی خط کا جواب دیتے ہیں۔ نہیں یہ تو غلط بات ہے انکل۔ آپ نے میرے ایک بر ضرور جواب دیں گے۔ میں نے بھی امید پہ دوسرا لکھا تھا کہ آپ ضرور کوئی بات نہیں۔ ہم نے کون سا خط لکھنا بند کر دینا ہے آپ چاہے جواب دیں یا نہ دیں۔ ہم تو آپ کو ضرور خط لکھیں گے۔ باقی انکل ایک خوشخبری آپ کو سناؤں۔ میں نے آپ کو لکھا تھا نا کہ میں نے (قرآن شریف) کا ترجمہ شروع کیا ہے اور جلدی ہی ختم کر رہی ہوں اب میں نے ختم کر لیا ہے۔ امید ہے آپ ضرور خوش ہوں گے ٹھیک ہے نا۔ باقی اس ماہ کے ناول بہت پسند آئے۔ تینوں ہی بہت اچھے تھے اللہ کرے آپ اس سے بھی اچھے اچھے ناول لکھیں اور ہم پڑھیں۔ اچھا انکل اب اجازت خدا حافظ

فقط بے بی

گلستان روڈ عوامی کالونی فیصل آباد

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم!

پیارے انکل میں نے عنبر ناگ ماریا اور کیٹی سیرینہ کے تمام ناول پڑھے ہیں۔ میں اور بھی کئی مصنفوں کی جاسوسی کہانیاں پڑھتا ہوں۔ مگر ان تمام میں آپ میرے ہیرو مصنف ہیں۔ میں ہر ماہ آپ کے ناولوں کا شدت سے انتظار کرتا ہوں۔ انکل میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ ہر ماہ چار ناول لکھا کریں۔ کیونکہ دو ناول تو میں ایک ہی دن پڑھ لیتا ہوں اس سے آپ ناولوں کی پسندیدگی کا اندازہ لگا لیجئے۔ میں جب بھی بک سٹال سے عنبر ناگ ماریا اور کیٹی سیرینہ کے ناول لے کر آتا ہوں۔ تو چھپا کر پڑھتا ہوں کیونکہ میرے بہن بھائی بھی آپ کے ناولوں کے شوقین ہیں۔ آپ نے جو اپنے ناولوں میں ہمیں سائنسی معلومات فراہم کیں ہیں ہمیں وہ پہلے معلوم نہیں تھیں اور اب میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کا وجود ہے۔ امید ہے آپ جواب سے مطلع فرمائیں گے۔

آپ کا قاری نیاز احمد محلہ یکہ توت نزد منڈی بیری مکان نمبر ۱۳۴۳ پشاور

پیارے انکل اے حمید

السلام علیکم! عنبر ناگ اور ماریا تقریباً ۱½ ڈیڑھ سال سے پڑھ رہا ہوں اور میرے ابو جان یہ ناول بڑے شوق اور دلچسپی سے سنتے ہیں۔ دل نہیں کرتا اس ناول کو چھوڑنے کو۔ میں روزانہ ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات کے وقت اپنے ابو کو یہ ناول سناتا ہوں۔ اب تو یہ ناول اور بھی دلچسپ ہو گیا ہے۔ دل کرتا ہے دوبارہ بار بار ہر ناول کو پڑھا جائے۔

پیارے انکل آپ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ پیارے انکل خدا آپ کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دے (آمین)

نیک تمناؤں کے ساتھ خدا حافظ۔ پیارے انکل۔ ٹاٹا ٹا

گلزار حسین ہاؤس نمبر E۶۳۵/۹۔ سٹریٹ نمبر ۱۳۔ زون نمبر ۱۲ مدینہ کالونی والٹن لاہور کینٹ۔

ڈیئر انکل! السلام علیکم۔

آپ کی تمام کہانیاں بچے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں انکل مجھے امید ہے کہ آپ کی کہانیاں آگے چل کر اور بھی زیادہ دلچسپ ہو جائیں گی۔ ویسے انکل یہ کہانیاں بچوں کے لیے سبق آموز ہیں۔ کیونکہ عنبر ناگ ماریا کی طرح ہمیں بھی ہر مصیبت کا سامنا کرنا چاہیئے۔ ہمیں صرف خدا کا خوف ہونا چاہیئے۔ ہر مصیبت میں اُس کو ہی پکارا جائے میں نے ابھی ابھی آپ کی ایک کہانی پڑھی ہے جس کا عنوان ہے "ماتا دیوی کا گدھ" قسط نمبر ۱۱۰ انکل آج میرے امتحانات ختم ہو گئے ہیں۔ دعا کریں امتحان میں کامیاب ہو جاؤں۔ آمین ثم آمین۔

انکل میری خواہش ہے کہ عنبر ناگ بھیّا جب دوسرے ملکوں کی سیر کرتے ہیں۔ تو وہ لوگ راولپنڈی کی بھی سیر کریں۔ انکل ہم لوگوں کی خواہش ہے کہ عنبر بھیّا وغیرہ سے ملاقات کریں۔ عنبر بھیّا ناگ بھیّا وغیرہ کو بھی سلام۔

اچھا اب اجازت دیں۔ خدا حافظ

ثمینہ ناز معرفت جناب اسلام الدین صاحب (ڈراف مین) چکلالہ ائیرپورٹ راولپنڈی

ڈیئر انکل اے حمید

السلام علیکم! ۱۰ تاریخ کو آپ کا خط ملا۔ یقین جانیئے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی انکل پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ اپریل تک تین تین کتابیں چھپا کریں گی یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ اور اب پورا ماہ انتظار بھی نہیں ہو سکتا دن اتنی مشکل سے گزرتا ہے۔ اور میں کہانیوں کے انتظار میں سوکھتی رہتی ہوں۔ کیا کروں اور مجھے کوئی کہانی پسند ہی نہیں آتی۔ ویسے عنبر ناگ ماریا کی کہانیاں بڑی دلچسپ ہوتی ہیں۔ پڑھتے وقت بھی بڑا مزا آتا ہے۔ اس ماہ کی دو کہانیاں "غیبی ہاتھ" اور "ماتا دیوی کا گدھ" بہت ہی زیادہ پسند آیا لیکن انکل جی میں ایک بات پر آپ سے ناراض ہوں۔ وہ بات بتاؤ آپ کو اچھا جی بتاتی ہوں میں نے آپ کو کب سے کہا ہے کہ آپ میری ملاقات عنبر ناگ ماریا سے کتابوں کے ذریعے کروائیں۔ لیکن ابھی تک آپ نے میری بات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں مانی - اچھا انکل خدا حافظ

فقط آپ کی ساتھی و بیٹی

شاہدہ احمد معرفت احمد خانصاحب فیصل کالونی ہائی وے راولپنڈی

پیارے انکل اے حمید

السلام وعلیکم کے بعد عرض ہے کہ میں آپ کو بہت دیر کے بعد خط لکھ رہا ہوں۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ میں آپ کی کتابیں نہیں پڑھتا۔ وہ تو میں باقاعدگی سے ہر ماہ کے شمارے پڑھتا ہوں۔ آج کل میں آپ کا نیا ناول "غیبی شیشہ" کا مطالعہ کر رہا ہوں۔

انکل آپ نے عنبر ناگ ماریا خلا میں جا کر ان کا سفر اور اچھا اور دلچسپ ہو گیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ اسی طرح قلم اٹھائے رہیں گے۔ اس خط کا جواب ضرور دیں۔

انکل آپ مجھ سے فون پر ضرور بات کریں۔ آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔ میں آپ کا بہت ممنون اور شکر گزار ہوں گا۔ فون نمبر ۸۰۱۹۶۷

اچھا انکل اب اجازت دیں اور میں امید رکھوں کہ آپ مجھے جیسے ہی خط ملے فون پہ بات ضرور کریں گے۔

آپ کا پرستار ایوب جان ہیومیڈیٹ بیکورو ڈ کوٹ لکھپت لاہور۔

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

۱۔ لاش سے ملاقات	۵/-
۲۔ جہاز ڈوب گیا	۵/-
۳۔ مندر کی چڑیل	۵/-
۴۔ لیلیٰ اور غار کی مورتی	۵/-
۵۔ ناگ لندن میں	۵/-
۶۔ تابوت میں سانپ	۵/-
۷۔ موت کا دریا	۵/-
۸۔ سانپ کا انتقام	۵/-
۹۔ سانپ کی آواز	۵/-
۱۰۔ ناگ کا قتل	۵/-
۱۱۔ شاہ بلوط کا خزانہ	۵/-
۱۲۔ پتھر کا ہاتھ	۵/-
۱۳۔ طوفانی سمندر کا بھوت	۵/-
۱۴۔ ڈانا سوکس کا جزیرہ	۵/-
۱۵۔ سیاہ پوش سایہ	۵/-
۱۶۔ انسانی بلی	۵/-
۱۷۔ سانپوں کا جنگل	۵/-
۱۸۔ ماریا اور بن مانس	۵/-
۱۹۔ قبر نما انسان	۵/-
۲۰۔ لکشمی دیوی کا انتقام	۵/-
۲۱۔ ناگ اور جادوئی ترشول	۵/-
۲۲۔ ناگ عنبر مقابلہ	۵/-
۲۳۔ لاش کی چیخ	۵/-
۲۴۔ آسیب کی رات	۵/-
۲۵۔ ۹۹ میٹر صحرا کا راز (سلسلہ جدید)	۱۵/-
۲۶۔ عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں	۵/-
۲۷۔ ماریا اور جادوگر سانپ	۵/-
۲۸۔ نقلی ناگ کی سازش	۵/-
۲۹۔ بابل کی بدروحیں	۵/-
۳۰۔ قبر کی دلہن (خاص نمبر)	۷/۵۰
۳۱۔ آدھا گھوڑا آدھا انسان	۵/-
۳۲۔ ناگ ناگن مقابلہ	۶/-
۳۳۔ ایک آنکھ والی عورت	۶/-
۳۴۔ مردوں کی شہزادی	۶/-
۳۵۔ سانپوں کا دربار	۶/-
۳۶۔ قبر اور ڈھانچہ	۶/-
۳۷۔ عقرب دیوتا کا پجاری	۶/-
۳۸۔ کٹا ہوا زندہ ہاتھ	۶/-
۳۹۔ عنبر لاہور میں	۶/-
۴۰۔ چڑیلوں کی ملکہ (خاص نمبر)	۱۳/-
۴۱۔ مردہ ہونٹ اور ماریا	۱۰/-
۴۲۔ رات کا کالا کفن	۶/-